ماہنامہ
الاشرف
کراچی
دسمبر ۲۰۲۵ء
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

مرتبہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے یہ سید ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

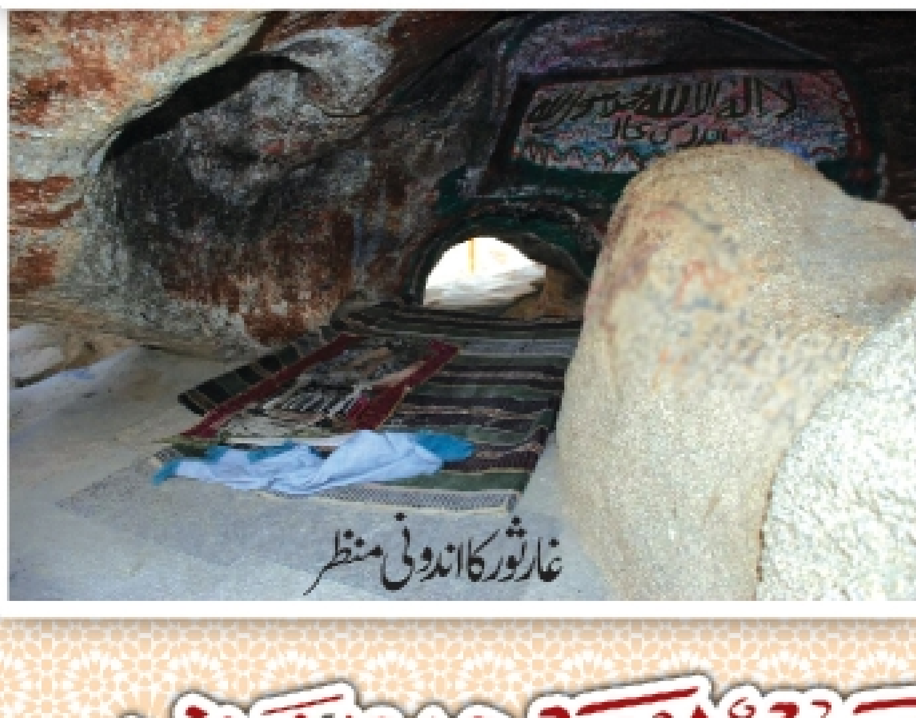

غار ثور کا اندرونی منظر

درسِ قرآن
درسِ حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ کردار
خلیفہ بلا فصل، امیر المومنین
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس (قسط آخری)...
عطائے رسول حضرت
خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

جمادی الثانی / رجب المرجب ۱۴۴۷ھ

دسمبر ۲۰۲۵ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ ۱۲

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:

0321-9258811 | 021-36600676

قیمت =/40 روپے

سالانہ =/400 روپے

مقامِ اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی

مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
علامہ سید اظہار اشرف جیلانی
(ریسرچ اسکالر)
مولانا عرفان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
نعمان اشرفی

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد و نعت ـــــ جناب احسان دانش صاحب، جناب مخدوم منور عارفی سلطان صاحب ـ 3

آغازِ گفتگو ـــــ ایڈیٹر ـــــ 4

درسِ قرآن ـــــ حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ ـــــ 8

درسِ حدیث ـــــ حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ ـــــ 10

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ کردار ـــــ جناب سید محمد مجتبیٰ صاحب (ایم۔اے) ـــــ 12

توحیدِ باری تعالیٰ... (قسط آخری) ـــــ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی ـــــ 16

خلیفۂ بلافصل، امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ـــــ اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہٗ ـــــ 20

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس... (قسط آخری) ـــــ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ ـــــ 26

اسلامی معلومات برائے ماہِ رجب المرجب ـــــ جناب رضوان احمد عارف صاحب ـــــ 28

نماز میں شفاء ہے ـــــ جناب حافظ نذر احمد صاحب ـــــ 29

عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی نور اللہ مرقدہٗ ـــــ مفتیٔ اعظم سندھ حضرت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ 31

عرفانِ شریعت... فقہی سوالات کے جوابات ـــــ حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ ـــــ 34

اسلام انسانی حقوق کا محافظ ـــــ مرتبہ: جناب عارف دہلوی (مرحوم) ـــــ 36

خلفاء اشرف المشائخ... حضرت مولانا عبد الرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ (قسط آخری) ـــــ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی ـــــ 39

سلطانِ مصر کی رواداری... ـــــ جناب منظور حسن صاحب نامی ایم۔اے (علیگ) ـــــ 42

تبصرہ.... ''ذخیرہ اسمائے النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' ـــــ صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر) ـــــ 44

الاشرف نیوز ـــــ صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی ـــــ 46

باری تعالیٰ
حمد

جناب احسان دانش صاحب

حمد خدائے پاک زبانِ قلم پہ ہے
لاریب جس کی چھاپ وجودِ عدم پہ ہے

اِک کیف سرمدی مرے عزمِ رقم پہ ہے
لیکن نگاہِ تشنہ شفیع الامم پہ ہے

تارے سے اُگ رہے ہیں بساطِ خیال پر
مجھ بے ثبات کی ہے نظر لازوال پر

تجھ پہ سلام صاحبِ اسرارِ شش جہات
جاگ ہے تیرے نام سے ہنگامۂ حیات

تیری صفت صفت سے جھلکتا ہے حسنِ ذات
تو بحرِ بیکراں ہے سفینہ ہے کائنات

واجب تھا عکس احمد بے میم کے لیے
ہفت آسماں اُٹھیں تیری تعظیم کے لیے

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب مخدوم منور عارفی سلطان صاحب

ہر سو جلی ہے شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کا چہرہ، چہرۂ انور کیوں نہ پڑھیں سبحان اللہ سب

صلی علیٰ کی آئی ندا جب روح و دل جاں جھوم اُٹھے سب
ابر کرم کی چھائی گھٹائیں جب ہم نے مانگی دعائیں

بعد از خدا ہیں آپ ہی، اُمت ساری آپ کی شیدا
آپ کا یہ اعجاز کرم ہے آپ کی یہ اِک شان عطا ہے

جن سے ملی ہے عشق کی دولت صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کا ہے اعجاز نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی نسبت سایۂ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
واللہ کیا ہے شانِ سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم

آپ سے جاری ہے یہ ولایت صلی اللہ علیہ وسلم
مومن کو ہے جنت کی بشارت صلی اللہ علیہ وسلم

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ۔ (پارہ:۱۳، سورۃ الرعد، آیت:۲۸)
یعنی دلوں کا چین اللہ کے ذکر میں ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو سکون اور چین اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں ہے وہ کہیں حاصل نہیں ہوسکتا۔ آج ہر شخص پریشان، بے سکون، بے چین اور بے قرار ہے۔ کوئی کاروبار کی وجہ سے پریشان ہے، کوئی اپنی نوکری کی وجہ سے پریشان ہے، کوئی شادی کی وجہ سے پریشان ہے، کوئی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہے اور کوئی اولاد کی وجہ سے پریشان ہے غرضیکہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کے قلب کو سکون واطمنان حاصل ہو اور اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کو چھوڑ دیا۔ انسان ذہنی سکون حاصل کرنے کے لیے تفریح گاہوں کا رخ کرتا ہے، لہوولعب اور مختلف قسم کے تفریحی پروگراموں میں شرکت کرتا ہے شاپنگ کرتا ہے، دوست احباب سے ملاقات کرتا ہے لیکن اس کے قلب کو دائمی سکون میسر نہیں آتا۔ ان تمام مقامات پر جانے کی وجہ سے اسے سکون تو حاصل ہوتا ہے لیکن وقتی طور پر جب تک وہ تفریح گاہوں میں گھوم رہا ہے اس کے دل کو سکون ہے، جب تک وہ دوست احباب کی محفل میں ہے، اس کے قلب کو سکون ہے جب تک وہ دیگر پروگراموں میں شریک ہے دل کو سکون ہے لیکن جب ان مقامات سے واپس اپنے گھر آتا ہے تو وہی بے سکونی اور بے قراری موجود ہوتی ہے۔ اسی چیز کو دور کرنے کے لیے قرآن مجید فرقانِ حمید ہمیں یہ بتا رہا ہے: اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ یعنی جان لو کہ حقیقی سکون صرف وصرف اللہ کے ذکر میں ہے۔ اس کے علاوہ زندگی کے کسی بھی کام میں دل کو سکون وقرار دائمی طور پر نصیب نہیں ہوسکتا۔

اب آیئے ذرا غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کس طرح کیا جائے؟ مسلمان کے لیے سب سے پہلا اور اہم کام جو اس پر فرض کیا گیا ہے وہ پانچ وقت نماز ہے اگر مسلمان صرف پانچ وقت نماز کی ہی پابندی کرلے تو آدھے سے زیادہ مسائل و پریشانیاں دور ہوجائیں۔ دوسری بات جو ہمارے مشائخ طریقت نے بتائی ہے وہ یہ ہے کہ ذکرِ بالجہر اور ذکرِ خفی دونوں کرنے سے انسان کے قلب کو سکون واطمنان میسر ہوتا ہے۔ ذکرِ بالجہر یعنی

آواز کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا اور ذکر خفی یعنی صرف دل کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ تمام سلاسلِ طریقت میں یہی دو ذکر معروف ومقبول ہیں۔ سلسلہ چشتیہ قادریہ میں ذکرِ بالجہر اور سلسلۂ نقشبندیہ میں ذکر خفی اور ہمارے سلسلہ اشرفیہ میں یہ دونوں ذکر کیے جاتے ہیں۔ بزرگانِ دین کے مختلف طریقوں سے ذکر کرنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھا اور یہ ان کی روحانی غذا تھی۔ آپ نے غور کیا ہوگا کہ بزرگانِ دین اولیائے کاملین نے اپنی خانقاہوں میں ذکرِ الٰہی کو اہمیت دی اور مریدین و معتقدین کو اس کی تعلیم دی۔ کہیں مغرب کے بعد اور کہیں عشاء کے بعد یہ ذکر کیا جاتا ہے مگر اس کا بہترین وقت تہجد کا ہے اور جب اجتماعی طور پر سب مل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، دل سے سیاہی دور ہوتی ہے اور اللہ کا نور دل میں جلوہ گر ہوتا ہے اور جب دل اللہ کے نور سے معمور ہوتا ہے تو شیطانی خیالات خود بخود دور ہو جاتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ انسان کو قلبی سکون میسر ہوتا ہے بلکہ اس کے اعمال وافعال بھی پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔

ذکر کا طریقہ:

ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد آنکھیں بند کر کے اپنے دل پر اسم اللہ لکھا ہوا تصور کرے اور یہ خیال کرے کہ دل سیاہ ہے اور اس پر اسم اللہ جو لکھا ہوا ہے یہی چمک رہا ہے۔ گیارہ مرتبہ درودِ پاک پڑھے اور پھر تسبیح ہاتھ میں لے کر "لا الہ الا اللہ" کا ورد کرے اور اپنے دل پر ضرب لگائے اور ہر ضرب پر ایک دانہ آگے بڑھاتا رہے، اس طرح پوری تسبیح مکمل ہو جائے گی یعنی ۱۰۰ مرتبہ ذکر ہو جائے گا۔ اگر ذکر کرنے میں خشوع و خضوع پیدا ہو تو ایک تسبیح سے زیادہ بھی کر سکتا ہے کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان ذکر کرتا ہے اور تمام خیالات اپنے ذہن سے نکال کر رجوع الی اللہ ہو کر ذکر کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اس پر کرم ہوتا ہے اور رحمتوں کی برسات ہوتی ہے۔ ذکر کے دوران جب آپ کے اندر خشوع و خضوع پیدا ہو اور دل چاہے کہ مزید ذکر کیا جائے تو آپ سمجھ لیں کے آپ کا ذکر مقبول ہو رہا ہے اور رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے کیونکہ یہ کیفیت اُسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کرم ہوتا ہے اگر آپ ذکر بالجہر نہیں کر سکتے یعنی گھر میں ایسی کوئی جگہ نہیں ہے یا علیحدہ کمرہ نہیں ہے کہ جہاں بیٹھ کر آپ ذکر کر سکیں تو پھر ذکر خفی کریں اور ذکر خفی کا طریقہ بھی یہی ہے کہ پہلے گیارہ مرتبہ درودِ پاک پڑھیں پھر آنکھیں بند کر کے اپنے دل پر اسم اللہ لکھا ہوا تصور کرتے ہوئے بغیر آواز کے ذکر کریں یعنی دل ہی دل میں "لا الہ الا اللہ" پڑھتے رہیں اور تسبیح ہاتھ میں رکھیں اس ذکر میں آسانی یہ ہے کہ آپ کہیں بھی کر سکتے ہیں یعنی گھر میں بھی ایک کونے میں مصلیٰ پر بیٹھ کر ذکر کریں۔ اسی طرح مسجد میں بھی نماز کے بعد کونے میں بیٹھ کر دل ہی دل میں یہ ذکر کریں ان شاء اللہ آپ کا قلب گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف ہو جائے گا اور سکون واطمینان حاصل ہوگا۔ اگر

آپ ہر روز ۱۰ منٹ یہ ذکر کر لیں تو پھر آپ خود بخود اس کے عادی ہو جائیں گے اور اس کے بغیر آپ کو چین نہیں آئے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بزرگانِ دین اولیائے کاملین جو ہمیشہ پُرسکون رہے اس کی وجہ کیا تھی کیسی کیسی پریشانیاں اور مشکلات آئیں لیکن انہوں نے ان کی پرواہ نہیں کی، واویلا نہیں کیا، کسی سے شکوہ و شکایت نہیں کی بلکہ اپنے معمول کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پریشانیاں خود بخود دور ہو گئیں اور ان کے قلوب پُرسکون رہے اور اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے جب اس کا ذکر کرتے کرتے کسی مقام پر پہنچتے ہیں تو ان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ جو ان کی محفل میں بیٹھ جائے اس کو بھی سکون حاصل ہو جاتا ہے، جو ان کی خانقاہ میں آجائے اسے بھی سکون حاصل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جو ان کے مزار پر حاضری دے اسے بھی سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جہاں ہم دیگر کام کرتے ہیں اللہ کے ذکر کے لیے بھی وقت نکالیں اور وقتِ مقررہ پر اس کا ذکر کریں۔

جو اہلِ طریقت و اہلِ محبت ہیں ان پر زیادہ لازم ہے کہ وہ ذکر بالجہر یا ذکر خفی کریں۔ جو حضرات جن سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اُنہیں چاہیے کہ اپنے مشائخین سے ذکر کی اجازت حاصل کریں اور جس طرح ان کے شیوخ ان کو ذکر کی تعلیم دیں اس کے مطابق وہ اللہ کا ذکر کریں کیونکہ سالکانِ راہِ طریقت کے لیے یہ ذکر لازم ہے۔ ہمارے خانوادۂ اشرفیہ میں الحمدللہ! تمام مشائخینِ سلسلۂ اشرفیہ ذکرِ بالجہر و ذکرِ خفی کرتے تھے۔ بانیٔ سلسلۂ اشرفیہ، تارک السلطنت، محبوب یزدانی، حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ جہاں بھی تشریف لے جاتے اور جس مقام پر ٹھہرتے وہاں مریدین کے ساتھ ذکر کرتے اور انہیں ذکر کی تعلیم دیتے، ان کے بعد ان کے فرزندِ معنوی اور جانشین مخدوم الآفاق حضرت سید عبدالرزاق نور العین الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے مخدوم پاک قدس سرہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس سلسلے کو جاری رکھا، نہ صرف یہ کہ خود ذکر کیا بلکہ مریدین و معتقدین کو بھی اس کی باقاعدہ تعلیم دی۔ ہم شبیہہ غوث الاعظم، اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین الاشرفی الجیلانی قدس سرہ (سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ اشرفیہ سرکارِ کلاں) ان کے مرید و خلیفہ قطبِ ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ پھر ان کے مرید و خلیفہ اور جانشین حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ یہ تمام بزرگانِ دین ساری زندگی اسی عمل پر کاربند رہے۔ سفر و حضر میں، صحت و بیماری میں، گرمی و سردی یا کیسا بھی موسم ہو اور کوئی بھی مقام ہو جہاں بھی جاتے اللہ کا ذکر کرتے اور کراتے اسی ذکر کی وجہ سے انہوں نے درجات اور مراتب حاصل کیے۔ اپنے قلب کو ذکرِ الٰہی سے روشن و منور کیا اور پھر دیگر حضرات کے قلوب و اذہان کو اسی ذکر کے ذریعے پاک و صاف کیا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کے قلوب و اذہان اللہ تعالیٰ کے

ذکر کی وجہ سے گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو گئے اور آپ جانتے ہیں کہ جب دل پاک ہو جائے تو اعمال و افعال بھی پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ جہاں ہم نے دیگر کاموں کے لیے وقت نکالا ہے اللہ کے ذکر کے لیے بھی وقت نکالیں غور کرنے کا مقام ہیں کہ ہمارے پاس بیوی کے لیے وقت ہے، بچوں کے لیے وقت ہے، عزیز و رشتہ داروں کے لیے وقت ہے، شاپنگ کے لیے وقت ہے، کیا اس کے لیے بھی وقت ہے جس نے آپ کو پیدا کیا؟ اگر یہ سوال کیا جائے تو یقیناً جواب یہ ہوگا کہ ہمارے پاس پانچ وقت اللہ کے لیے ہیں یعنی پانچ وقت نماز۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہوگا کہ یہ وقت تو اس نے رکھے یعنی نماز تو اس نے فرض کی ہے کہ آپ دن میں پانچ مرتبہ اس کی بارگاہ میں حاضری دیں، آپ نے کیا وقت رکھا؟ یقیناً ہم نے اس کے لیے کوئی وقت نہیں رکھا، بلکہ جو وقت اس نے رکھا اس میں بھی ہم پوری طرح اس کی بارگاہ میں حاضری نہیں دے رہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ پہلے ان پانچ اوقات کو پورا کریں اور پابندی کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضری دیں یعنی نماز پڑھیں اور اس کے بعد ذکرِ بالجہر یا ذکر خفی ان دونوں میں سے جو ذکر آپ آسانی سے کر سکیں اُسے ضرور اپنا معمول بنائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے نہ صرف یہ کہ پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں گی بلکہ آپ کو قلبی سکون بھی حاصل ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں گناہوں سے بچنے، نمازوں کی پابندی کرنے اور اس کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی

منقبتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدیق
سروری جس پہ کرے ناز وہ سرور صدیق

چمنستانِ نبوت کی بہارِ اوّل
گلشنِ دیں کے بنے پہلے گلِ تر صدیق

سارے اصحابِ نبی تارے ہیں اُمت کے لیے
اِن ستاروں میں بنے مہرِ منور صدیق

بال بچوں کے لیے گھر میں خدا کو چھوڑیں
مصطفیٰ پر کریں گھر بار نچھاور صدیق

ایک گھر بار تو کیا غار میں جاں بھی دیدیں
سانپ ڈستا رہے لیکن نہ ہوں مضطر صدیق

تو ہے آزاد سقر سے ترے بندے آزاد
ہے یہ سالک بھی ترا بندۂ بے زر صدیق

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

پارہ نمبر۷، سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۸۷ تا ۸۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغۡوِ فِیۡۤ اَیۡمٰنِکُمۡ وَلٰکِنۡ یُّؤَاخِذُکُمۡ بِمَا عَقَّدۡتُّمُ الۡاَیۡمٰنَ فَکَفّٰرَتُہٗۤ اِطۡعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیۡنَ مِنۡ اَوۡسَطِ مَا تُطۡعِمُوۡنَ اَہۡلِیۡکُمۡ اَوۡ کِسۡوَتُہُمۡ اَوۡ تَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ذٰلِکَ کَفّٰرَۃُ اَیۡمٰنِکُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ وَاحۡفَظُوۡۤا اَیۡمٰنَکُمۡ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۸۹﴾

ترجمہ:

نہیں مواخذہ کرتا اللہ تمہاری لغواور نافہمی کی قسموں پر لیکن ان قسموں کا مواخذہ کرتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا کپڑے دینا انہیں یا ایک غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو روزے تین دن کے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم حلف کی قسم کھاؤ اور اپنی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے بیان کرتا ہے اپنی آیتیں تا کہ تم شکر گزار رہو۔

تفسیر:

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ .... اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۸۹﴾

شانِ نزول:

ابن ابی حاتم نے زید بن اسلمی کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ایک مہمان کی ضیافت پر اپنے گھر والوں کو مامور کیا اور کھانے کے وقت خود بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ جب رات کو اپنے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ان کے انتظار میں مہمان اور گھر والے بیٹھے ہیں اور مہمان کو کھانا نہیں کھلایا تو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بیوی سے کہا کہ: تم نے میری وجہ سے مہمان کو کھانا نہیں کھلایا، اب مجھ پر یہ کھانا حرام ہے۔ بیوی نے کہا: مجھ پر بھی یہ کھانا حرام ہے، مہمان نے کہا کہ مجھ پر بھی حرام ہے۔

حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو قسم کو توڑ دیا اور کھانے میں ہاتھ ڈال کر کہا بسم اللہ پڑھ کر سب

کھاؤ پھر دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوکر یہ تمام واقعہ پیش کیا تو اس واقعہ کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

علماء احناف کا قول ہے کہ اگر ایسے وصفی نام لے کر قسم کھائی جائے جو اللہ کے لیے مخصوص ہیں، تو قسم ہو جاتی ہے۔ ایسے وصفی صیغوں کا ذکر کیا جائے جن کا استعمال دوسروں کے لیے بھی ہوتا ہے۔ جیسے علیم، قادر، وکیل، رحیم وغیرہ انعقاد قسم نیت یا عرف یا قرینہ حال پر موقوف ہے بغیر نیت یا بغیر دلالت حال کے قسم کا انعقاد نہ ہوگا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی جن صفات کی عرفاً قسم کھائی جائے ان کی قسم سے انعقاد قسم ہوگا جیسے اللہ کی عزت کی قسم عظمت و بزرگی کی قسم وغیرہ وغیرہ

قسم دو قسم پر ہے: ایک یمین لغو دوسرے یمین منعقدہ۔

یمین لغو میں غلط فہمی کی قسم سے لے کر تمہارے سر کی قسم تمہاری جان کی قسم، قرآن کی قسم وغیرہ سب داخل ہیں۔ اللہ کی قسم، رسول کی قسم، غوث پاک کی قسم اور غلط فہمی یہ کہ آدمی کسی واقعہ کو اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھالے اور وہ ایسا نہ ہو ایسی قسم کی قسموں پر کفارہ نہیں اور یمین منعقدہ یہ کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائی جائے ایسی قسم توڑنا گناہ بھی ہے اور اس پر کفارہ بھی لازم ہے۔

کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا ضروری ہے یا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو صدقہ فطر کی طرح دے دے، یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو دونوں وقت دس دن کھلا دے یا دے دے اوسط درجہ کے کپڑے سے مراد یہ ہے کہ اکثر بدن ڈھک سکے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک تہبند اور کرتا یا ایک تہبند اور ایک چادر ہو۔ کفارہ میں ان تینوں باتوں کا اختیار ہے خواہ کھانا دے خواہ کپڑا خواہ غلام آزاد کرے ہر ایک سے کفارہ ادا ہو جائے گا اور جب استطاعت نہ ہو تو تین دن روزے رکھے۔

اس میں یہ شرط ضروری ہے کہ تین روزے متواتر رکھے جائیں ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (تفسیر نسفی)

واحفظوا ایمانکم سے یہ مراد ہے کہ قسم کھا کر توڑ دینے سے کفارہ لازم آجاتا ہے لہٰذا اس قسم پر حفاظت کرو، اس حکم سے یہ امر بھی واضح کر کے بیان کرتے ہیں تاکہ شکر گزار بندے بن جاؤ۔

آگے احکام شراب خوری جوئے بازی بتوں کے چڑھاوے اور پانسے پھینکنے کے متعلق تشریح ہے۔

پیشانی پر نقشِ مبارک

وصال کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری حسن سنجری علیہ الرحمہ کی نورانی پیشانی پر یہ نقش ظاہر ہوا

حَبِيْبُ اللهِ مَاتَ فِيْ حُبِّ الله

''اللہ کا حبیب اللہ کی محبت میں دنیا سے گیا''

(اخبار الاخیار، ص:۲۳)

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

بَابُ التَّيَمُّمِ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَعَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَّعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

''تیمم''لغت میں قصد اور ارادے کو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ۔ شریعت میں پاکی کی نیت سے زمین پر دو بار ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر پھیر نے کو تیمم کہتے ہیں۔ تیمم جنابت سے بھی ہوتا ہے اور بے وضو سے بھی، دونوں کا طریقہ ایک ہی ہے صرف نیت میں فرق ہے، تیمم صرف جنس زمین سے ہو سکتا ہے۔ جنس زمین وہ ہے جو زمین سے پیدا ہو اور آگ میں نہ گلے، نہ راکھ بنے، اس کے مسائل فقہ میں دیکھو۔

ترجمہ: **''تیمم کا بیان''**

روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ: ''ہم کو دوسرے لوگوں پر تین چیزوں سے بزرگی دی گئی (۱) ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں (۲) ہمارے لیے ساری زمین مسجد بنادی گئی (۳) اور جب پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی پاک کرنے والی کردی گئی (۴) (مسلم شریف)

روایت ہے حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا جو الگ تھا قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ فرمایا: ''اے فلاں! تجھے قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا (۵) عرض کیا مجھے جنابت پہنچی اور پانی ہے نہیں تو فرمایا تیرے لیے مٹی ہے (۶) وہ تجھے کافی ہے (۷) (مسلم، بخاری)

شرح:

(۱) یعنی یہ تین چیزیں وہ ہیں جو ہماری امت کو ملیں ہمارے سوا کسی کو ان میں سے ایک بھی نہ ملی۔ خیال رہے کہ یہ تین حصر کے لیے نہیں کیونکہ اس اُمت کی اس کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں (۲) یعنی نمازوں کی صفیں جماعت میں اور غازیوں کی صفیں میدانِ جہاد میں ایسی اعلیٰ اور افضل ہیں جیسے مقرب فرشتوں کی صفیں بارگاہِ الٰہی میں بوقتِ عبادت (۳) کہ ہر جگہ نماز ہوسکتی ہے، پچھلی امتوں کی نمازیں صرف گرجوں اور کنیسوں ہی میں ہوسکتی تھیں، زمین میں، پہاڑ، دریائی اور ہوائی جہاز وغیرہ سب داخل ہیں۔ خیال رہے کہ روڑی، قبرستان، بت خانہ، مذبحہ وغیرہ میں نماز درست نہیں۔ مگر یہ ایک عارضہ کی وجہ سے ہے اگر یہ عارضہ ہٹ جائے تو نماز درست، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں (۴) پانی نہ پانے سے مراد اس کے استعمال پر نہ قادر ہونا ہے، خواہ اس لیے کہ پانی موجود نہ ہو یا اس لیے کہ موجود تو ہو، مگر دشمن یا موذی کی وجہ سے استعمال نہ کر سکے۔ مٹی سے مراد جنس زمین کی ہر چیز ہے۔ ریتا، پتھر کان کا نمک، پتھری، کوئلہ وغیرہ سب داخل ہیں۔

(۵) یعنی تو نے جماعت کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھی؟ اس عتابانہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نماز سے علیحدہ بیٹھا رہنا برا ہے اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ جو جماعت سے نماز نہ پڑھ سکے وہ جماعت اولیٰ کے وقت جماعت کی جگہ نہ بیٹھے کہ اس میں جماعت سے روگردانی ہے بلکہ وہاں سے چلا جائے

(۶) امام شافعی رضی اللہ عنہ یہاں صعید کے معنی مٹی کرتے ہیں ان کے نزدیک تیمم صرف مٹی سے ہوسکتا ہے۔ امام اعظم و امام مالک رضی اللہ عنہما صعید کے معنی روئے زمین کرتے ہیں: مَاصَعِدَ عَلَى الْاَرْضِ اس لیے ان دو بزرگوں کے ہاں ہر جنسِ زمین سے تیمم جائز۔ ان دو بزرگوں کی دلیل بخاری شریف کی حدیث جابر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وَجُعِلَتْ لِی الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا اس میں ہر قسم کی زمین کو مطہر قرار دیا گیا۔ بخاری شریف کی یہ حدیثِ صعید اور پچھلی حدیث جس میں تربت کا ذکر ہوا، کی تفسیر ہے (۷) غالباً ان صاحب کو تیمم کا طریقہ آتا تھا مگر یہ خبر نہ تھی کہ تیمم جنابت سے بھی ہوجاتا ہے اس لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں طریقہ نہ بتایا۔

خدمتِ مرشد کے فوائد

☆ پیرو مرشد کی خدمت گمراہی سے بچاتی ہے۔
☆ پیرو مرشد کی خدمت باطن سنوار دیتی ہے۔
☆ پیرو مرشد کی خدمت دنیا و آخرت دونوں سنوار دیتی ہے
☆ پیرو مرشد کی خدمت نیکیوں پر استقامت کا سبب ہے۔
☆ پیرو مرشد کی خدمت انسان کو اللہ پاک کے قریب کر دیتی ہے۔
☆ پیرو مرشد کی خدمت مالِ دنیا کی محبت دل سے نکال دیتی ہے۔
☆ پیرو مرشد کی خدمت ایمان پر خاتمے کی قوی اُمید دلاتی ہے۔

گوشۂ سیرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاکیزہ کردار

جناب سید محمد مجتبیٰ صاحب (ایم۔اے)

آج دنیا جو انتہائی ترقی اور مادی وسائل کی فراوانی کی ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہے اور انسانوں کی زندگی بظاہر عیش وطرب سے بھری پڑی ہے مگر باطن میں ان کی روحیں امن وسلامتی اور سکون واطمینانِ قلب کے لیے بے چین ہیں۔

امریکہ کا ایک مشہور سائنس داں لے کامٹے دونوئی اپنی معرکۃ آلارا تصنیف **"انسان کا مقصد"** میں کہتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد اس کی اخلاقی قدروں کو بلند کرنا ہے یہاں تک کہ وہ ذاتِ خالق کائنات کے انوار سے قریب تر ہو جائے یہ مشہور ماہر سائنس علم الحیات کا مخصوص استاد ہے اور انسان کی آفرینش عہد بہ عہد کے ارتقا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ انسان اب تک عالمگیر اخلاقی بخیل پر قادر نہیں ہوا ہے اور اس میں حیوانیت کے عناصر بہت باقی ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں برس کی اخلاقی تبدیلیوں کے بعد بھی انسان بلند اخلاقی مراتب تک نہیں پہنچا ہے اور دنیا کی عظیم المرتبت ہستیاں حکمراں جماعتیں اور سیاسی قائدین جو بظاہر انسان کی رہنمائی کرتی ہیں اور ان کے جسم وجان اور مال ودولت پر حاکم ہیں وہ انسان کی رہنمائی کے لیے بالکل نا قابل اور نا اہل ثابت ہو رہے ہیں۔

وہ بظاہر مدعی ہیں اور تلاش امن کے ذرائع ووسائل کے لیے سرگرداں نظر آتے ہیں لیکن فی الحقیقت طاغوت اور فرعونیت کے اقتدار اور لازوال دولت اور طاقت کے خواہشمند ہیں۔

لے کامٹے کا خیال واثق ہے کہ سچا مذہب ہی خدا کی بتائی ہوئی راہ پر انسان کی رہنمائی کرسکتا ہے اور اسی کی تعلیم وتربیت سے انسان اپنی اخلاقی قدر بڑھا سکتا ہے، اور حقیقی معنوں میں انسان بن سکتا ہے۔ دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے تمام قوموں کو یکساں اخلاق حسنہ کی تعلیم وتربیت دینی چاہیے۔

آج تقریباً چودہ سو برس ہوئے کہ عرب کے ایک اُمی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں کی اخلاق تربیت کا راستہ بتلایا تھا اس وقت دنیا میں کوئی قوم ایسی نظر نہیں آتی تھی جو مزاج اطوار و عادات اور چال چلن کے اعتبار سے صالح قوم کہی جاسکتی ہو نہ کوئی سوسائٹی تھی جو شرافت اور اخلاق کی قدروں کی حامل ہو نہ کوئی ایسی حکومت تھی جس کی بنیاد عدل وانصاف پر قائم ہو نہ

کوئی ایسا صحیح دین تھا جو اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر انسانوں کی صحیح رہنمائی کرتا ہو کہیں کہیں عبادت گاہوں میں روشنی باقی رہ گئی تھی تو وہ بھی دنیا کی اندھیاری کو دور کرنے کیلیے ناکافی تھی۔ قرآن مجید نے اس عالمگیر تاریکی کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ"

چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں۔

عرب کے اس اُمی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نسخہ کیمیا بتلایا اور چودہ سو برس سے انسان اپنے امراض روحانی کا علاج اس کی مدد سے کر رہا ہے۔ مریض انسان کو آج بھی اسی نسخہ کیمیاء سے یقینی شفا ہو سکتی ہے۔ آیئے ہم سب اس نسخہ کی ماہیت پر غور کریں اور اپنے مریض دل کو یہ نسخہ بتلائیں تا کہ شفائے کلی حاصل ہو۔

دنیا کی ساری خوشی خوشحالی اور امن وامان کا انحصار اخلاق کے صحیح نظام پر ہے، اسی نظام کی کمزوری کو حکومت و جماعت اپنی طاقت وقوت کے ذریعہ پورا کرتی ہے۔ اگر انسانی جماعتیں اپنے اخلاق وفرائض کو پوری تندہی سے از خود انجام دیں تو حکومتوں کے جبری قوانین کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے۔ اس لیے بہترین مذہب وہ ہے جس کا اخلاقی دباؤ اپنے ماننے والوں پر اتنا ہو کہ وہ ان کے قدم کو سیدھے راستے سے نہ بھٹکنے دے۔ دنیا کے سارے مذہب نے کم وبیش اسی کی کوشش کی ہے اور اسلام نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ" میں تو اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ اخلاق:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے ساتھ ہی فرض کو انجام دینا شروع کیا۔ بلکہ آپ کی زندگی کی ابتداء ہی سے بہترین اخلاق آپ سے ظاہر ہونے شروع ہوئے اور آپ نے نبوت کے اعلان سے پہلے ہی صادق وامین کا خطاب پایا۔ آپ نے بچپن میں کبھی لہو ولعب اور کھیل کود میں زندگی کے اوقات بسر نہیں کیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ میں تھے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جو قبیلہ غفار کے سردار تھے اپنے بھائی کو آپ کے حالات و تعلیمات کی تحقیق کے لیے مکہ بھیجا تو انہوں نے واپس آکر اپنے بھائی سے کہا: "رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ"۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اچھی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔

جب قریش مکہ کے ظلم وزیادتی سے تنگ آ کر اولین مسلمانوں کا ایک گروہ حبشہ ہجرت کر کے گیا تو وہاں کے نجاشی نے مسلمانوں کو بلوا کر اسلام کی نسبت تحقیقات کی۔ اس وقت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا جو نقشہ کھینچا اس کے چند فقرے یہ ہیں:

اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے مُردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، زبردست زیردستوں کو

کھا جاتے تھے کہ ایک شخص ہم ہی میں پیدا ہوا اور اس نے ہم کو سکھایا کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، خونریزی سے باز آئیں، یتیموں کے مال نہ کھائیں، ہمسائیوں کو آرام دیں اور پاکدامن عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں۔

قیصر روم کے دربار میں بھی اس طرح کا سوال ابوسفیان سے پوچھا گیا جو اسلام کے مخالفین کے سرگردہ تھے۔ شہنشاہ روم ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا محمد ﷺ کا خاندان اور نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان نے جواب دیا: شریف و عظیم ہے۔ قیصر نے پھر پوچھا نبوت کا اعلان کرنے سے پہلے کیا یہ جھوٹ بولا کرتے تھے یا ان پر جھوٹ بولنے کی کبھی تہمت لگائی گئی تھی؟

ابوسفیان نے جواب دیا۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ قیصر شہنشاہ روم نے اور چند سوالات کرنے اور ان کے جوابات سے مطمئن ہو جانے کے بعد دریافت کیا ان کی تعلیم کیا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا ان کی تعلیم یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو، باپ دادا کے طریق پر بُت پرستی کو چھوڑ دو، نماز، روزہ، سچائی، پاکدامن اور صلہ رحمی کی پابندی کرو۔

قرآن میں حضور ﷺ کا اخلاقی مرتبہ:

قرآن مجید نے جگہ جگہ حضور پُرنور ﷺ کے فرائضِ منصبی کی ادائیگی کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"

(پارہ: ۴، سورۃ آل عمران، آیت: ۱۶۴)

ترجمہ: ''اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں''۔

تزکیہ کے لفظی معنی پاک و صاف کرنا، نکھارنا اور میل کچیل دور کرنا ہے۔ یعنی نفس انسانی کو ہر قسم کی نجاست اور آلودگیوں سے نکھار کر صاف ستھراء کیا جائے اور اس آئینہ کے زنگ کو دور کر کے اس میں صیقل اور صفائی پیدا کر دی جائے۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ لفظ آیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کا سب سے بڑا فرض یہ تھا کہ وہ نفوسِ انسانی کو صاف کریں، ان کو برائیوں اور نجاستوں کی آلودگیوں سے پاک کریں اور ان کے اخلاق و اعمال کو درست اور صاف ستھرا بنائیں۔ حکمت کا لفظ قرآنِ مجید میں علم و عقل اور خدا شناسی کے معنی میں آیا ہے اور اس کا بڑا حصہ اخلاقی تعلیمات میں بھی شامل ہے توحید و عبادت، والدین کی اطاعت، قرابت داروں اور محتاج لوگوں کو امداد کرنا، فضول خرچی، بخل، اولاد کشی، بدکاری اور کسی بے گناہ کی جان لینے سے احتراز کرنا، یتیموں کے ساتھ نیک برتاؤ ایفائے عہد ٹھیک ناپنے تولنے اور زمین پر عاجزی سے رہنے کا تعلق حکمت ہی سے ہے۔

یہ اور ان کے علاوہ بہت سی باتیں ہیں جن کی تلقین و تعلیم قرآن مجید میں کی گئی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں اخلاق کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ ان کو حکمت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ راز بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں عبادات اور دوسرے احکام کو جو اہمیت حاصل ہے اسی طرح اخلاق کی اہمیت بھی کم نہیں ہے۔قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پارہ:۱۷،سورۃالحج،آیت:۷۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو۔

اسلام لانے کے بعد ایمانی زندگی کے ظاہری طور پر دو حصے ہیں۔ایک عبادت اور دوسرا اخلاق۔ایک خالق کا حق اور دوسرا مخلوق کا اور ان ہی کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔

تعلیمِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاق کی اہمیت کو عبادت سے بھی زیادہ بڑھا دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے شرک اور کفر کے سوا ہر گناہ کو اپنے ارادہ اور مشیت کے مطابق معافی کے قابل قرار دیا ہے مگر حقوق العباد یعنی انسانوں کے حقوق کی کوتاہی اور اس کی معافی خدا نے اپنے دستِ قدرت میں نہیں لی بلکہ اُن بندوں کے ہاتھ میں رکھی ہے جن کے حق میں ظلم ہوا ہے۔اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس بھائی نے دوسرے بھائی پر ظلم کیا ہے تو اس ظالم بھائی کو چاہیے کہ وہ اس مظلوم بھائی سے معافی کرالے ورنہ وہاں تاوان ادا کرنے کے لیے کسی کے پاس کوئی درہم یا دینار نہ ہوگا۔صرف اعمال ہوں گے ظالم کی نیکیاں مظلوم کو مل جائیں گے اور نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ ظالم کے نامہ اعمال میں لکھ دیئے جائیں گے۔

ان ارشادات گرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اہمیت کتنی زیادہ ہے چنانچہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت اس وقت تک بندہ پر عائد نہیں کی ہے جب تک وہ اپنے اہل وعیال کے نفقہ کا پورا سامان نہ کرلے اور زکوٰۃ بندے کی ضروریاتِ زندگی سے زائد مال پر ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا حق اس وقت تک بندہ پر واجب نہیں کیا جب تک وہ بندوں کو حقوق ادا نہ کرلے۔

خلیفہ بلافصل،افضل البشر بعد الانبیاء امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر الوہیت میں....

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلال کو خرید کر آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی:

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی

ترجمہ: اور بہت اس (جہنم) سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔

(پارہ:۳۰،سورۃ اللیل،آیت:۱۷تا۱۸)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جہنم سے آزاد ہونے کی بشارت دی اور انہیں "اتقی" فرمایا۔"اتقی" کے معنی ہیں، سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا۔

خطاباتِ فخر المشائخ

قسط: آخری

توحیدِ باری تعالیٰ

فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

گزشتہ سے پیوستہ:

بزرگانِ دین و اولیائے کاملین کی سیرت کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ کوئی سورۂ مزمل کا عامل ہے، تو کوئی سورۂ یٰسین کا، کوئی سورۂ اخلاص کا تو کوئی سورۂ کوثر کا۔ یعنی سلف وصالحین کا یہی طریقہ رہا کہ وہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی کسی بھی سورت کو اپنا معمول بنا کر ایک خاص تعداد میں پڑھتے رہے۔

اب آگے سے ملاحظہ فرمایئے:

اس کے ذریعے انہوں نے رحمتوں اور برکتوں کے علاوہ درجات ومراتب بھی حاصل کیے۔ ہمارے سلسلۂ اشرفیہ میں سورۂ مزمل اور سورۂ اخلاص یہ دو سورتیں ہمارے مشائخین کے ورد رہیں انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود ان کو پڑھا بلکہ اپنے مریدین و معتقدین اور متوسلین کو بھی اس کے پڑھنے کی اجازت دی۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت:

اس سورۂ مبارکہ کی ابتداء ہی اس لفظ سے ہو رہی ہے کہ ''قل ھو اللہ احد'' اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اس جملے سے ابتداء کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مشرکوں نے ہزاروں خدا بنا رکھے تھے۔ صرف ۳۶۰ بت بیت اللہ میں تھے۔ اس کے علاوہ پورے حرم میں جگہ جگہ بت رکھے ہوئے تھے۔ قرآن نے واضح طور پر اعلان فرما دیا کہ وہ اللہ ایک ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے تو دیکھا ایک بوڑھی عورت چرخہ کات رہی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''مائی! کیا تم جانتی ہو کہ اللہ موجود ہے''۔

اس نے کہا: ''ہاں! بالکل میں جانتی ہوں''۔

فرمایا: ''اس کی دلیل کیا ہے کہ اللہ موجود ہے؟''

اس نے کہا: ''اس کی دلیل میرا یہ چرخہ ہے''۔

آپ نے فرمایا: ''وہ کیسے؟''

اس نے کہا: ''دیکھئے جب میں اسے چلاتی ہوں تو یہ چلتا ہے اور جب چھوڑ دیتی ہوں تو یہ رک جاتا ہے جب ایک معمولی چرخہ بغیر چلائے نہیں چلتا تو پوری کائنات کا نظام بغیر چلائے کیسے چل رہا ہے۔ سورج اپنے وقت پر طلوع ہو رہا ہے اور اپنے وقت پر غروب ہو رہا ہے۔ چاند ستارے رات میں

آسمان پر چمک رہے ہیں، گردشِ لیل ونہار اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات کے اس نظام کو چلانے والا کوئی نہ کوئی موجود ہے اور وہی خدا ہے''۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پھر سوال کیا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ خدا ایک ہے یا دو؟''

اس نے جواب دیا: ''ایک ہے''۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس کی دلیل کیا ہے؟ یہی میرا چرخہ اللہ کی وحدانیت کی دلیل ہے''۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیسے؟''

اس نے کہا: ''میں اس چرخہ کو جس طرف چلاتی ہو اسی طرف چلتا ہے اور چھوڑ دیتی ہو تو رک جاتا ہے۔ اگر اس کو چلانے والے دو ہوں اور دونوں ایک ہی سمت اسے چلائیں تو یہ بہت تیز چلے گا اور مخالف سمت چلائیں یعنی دونوں اپنی جانب قوت لگائیں تو یہ رک جائے گا یا پھر ٹوٹ جائے گا لیکن چل نہیں پائے گا۔ اسی طرح اگر اس کائنات کو چلانے والے دو خدا ہوتے تو دونوں ایک ہی جانب اس کے نظام کو چلاتے تو یا تو یہ نظام بہت تیزی کے ساتھ چلتا یا پھر درھم برھم ہو جاتا۔ جب یہ کائنات کا نظام معتدل انداز میں چل رہا ہے یعنی صبح ہوئی، دوپہر ہوئی، شام ہوئی اور پھر رات ہوئی۔ اسی طرح ساری چیزیں معتدل انداز میں چل رہی ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نظام کو چلانے والا ایک ہی ہے اور وہی اللہ تبارک و تعالیٰ ہے''۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

اسی طرح امام الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک دہریہ آیا اور اس نے تین سوال خلیفہ کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ: ''اگر آپ کے علماء ان تین سوالوں کے جوابات دے دیں تو میں مان جاؤں گا۔

پہلا سوال: خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟

دوسرا سوال: خدا سے پہلے کیا تھا؟

تیسرا سوال: خدا کا چہرہ کس طرف ہے؟

خلیفۂ وقت نے علماء کو دربار میں بلایا اور اس کے تین سوال پیش کر دیے اور کہا کہ جلد از جلد ان کے جواب لاؤ۔ بڑے بڑے علماء ان سوالوں کے جواب دینے سے عاجز ہو گئے اور پریشان ہو گئے کہ ان کے کیا جواب دیں؟ بادشاہ نے جو وقت دیا تھا وہ پورا ہونے والا تھا یعنی وقتِ مقررہ پر سب کو دربار میں پہنچنا تھا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو اس وقت نوعمر تھے آپ نے جب علماء کی یہ پریشانی دیکھی تو فرمایا: ''مجھے خلیفہ کے دربار میں لے چلو، میں ان تینوں سوالوں کے جواب دوں گا'' چنانچہ آپ کو خلیفہ کے دربار میں لے جایا گیا، عوام وخواص سب موجود تھے، علمائے وقت بھی موجود تھے اور وہ دہریہ جس نے سوال کیے تھے وہ بھی دربار میں موجود تھا۔ آپ نے دہریہ سے پوچھا کہ: ''تیرا پہلا سوال کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تو سائل ہے اور میں جواب دینے والا ہوں لہٰذا اگر مجھے ممبر پر

بٹھا دیا جائے اور تو مجھ سے نیچے کھڑے ہو کر سوال کرے تو زیادہ بہتر ہوگا تاکہ سب مجھے دیکھ سکیں''۔ اس نے کہا: ''ٹھیک ہے''۔ وہ ممبر سے نیچے اتر آیا اور آپ ممبر پر بیٹھ گئے پھر پوچھا: ''اب بتاؤ تمہارا پہلا سوال کیا ہے؟''

اس نے کہا: ''خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟''

آپ نے فرمایا: ''خدا یہ کر رہا ہے کہ اس نے تجھے ممبر سے اتار کر نیچے کھڑا کر دیا اور مجھے ممبر پر بٹھا دیا''۔ وہ خاموش ہو گیا۔

آپ نے پوچھا: ''دوسرا سوال کیا ہے؟''

اس نے کہا: ''خدا سے پہلے کیا تھا؟''

آپ نے فرمایا: ''الٹی گنتی گنو''

جب وہ گنتے ہوئے ایک تک پہنچا تو رُک گیا، آپ نے پوچھا: ''ایک سے پہلے کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''کچھ نہیں''

فرمایا: ''خدا سے پہلے بھی کچھ نہیں جب مجازی واحد سے پہلے کچھ نہیں تو جو حقیقی واحد ہے اس سے پہلے بھی کچھ نہیں''۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: ''تیرا تیسرا سوال کیا ہے؟''

اس نے کہا: ''اس خدا کا چہرہ کس طرف ہے؟''

فرمایا: ''چراغ لاؤ''۔

جب چراغ لایا گیا تو آپ نے پوچھا: ''بتاؤ اس کی روشنی کس طرف ہے؟''

اس نے کہا کہ: ''اس کی روشنی ہر طرف ہے''۔

آپ نے فرمایا: ''جب اس چراغ کی روشنی یعنی مجازی نور ہر طرف ہے تو وہ خدا جو حقیقی نور ہے، زمین و آسمان کا نور ہے تو اسی کی روشنی بھی ہر طرف ہے''۔ آپ کے یہ جوابات سن کر وہ مبہوط ہو گیا۔ (موافق، جلد:۱، ص:۱۶۸)

اس واقعہ سے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کیسی ذہانت و فطانت عطا فرمائی تھی کہ آپ نے اس کے ذریعے اس دہریہ کو دندان شکن جواب دیے اور اسے قائل کر دیا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا طبعی خواص سے استدلال:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے وجود کا طبعی خواص سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ محدثِ اعظمِ پاکستان، شارع مسلم و بخاری حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ایک درخت کی طرف دیکھیں، اس کا تنا بھی لکڑی کا ہے اور جڑیں بھی لکڑی کی ہیں اور تنا اوپر کی طرف جاتا ہے اور جڑیں نیچے کی طرف جاتی ہیں۔ اب اگر لکڑی کی طبیعت کا تقاضا اوپر جانا ہے تو جڑیں نیچے کیوں جاتی ہیں اور اگر اس کا تقاضا نیچے جانا ہے تو تنا اوپر کیوں جاتا ہے؟ معلوم ہوا کہ لکڑی کی اپنی طبیعت کا تقاضا کچھ نہیں ہے بلکہ درخت کی لکڑی پر کسی اور ذات کا تصرف ہے اور اس قادر قیوم نے درخت کی اس لکڑی کے جس حصہ کو چاہا اوپر اٹھا دیا اور جس حصہ کو چاہا نیچے جھکا دیا۔ (مقالاتِ سعیدی، ص:۱۹تا۲۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا وجودِ باری تعالیٰ پر شہتوت سے استدلال:

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ ''مقالاتِ سعیدی''

میں لکھتے ہیں:

''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک شہتوت کے درخت کے نیچے کھڑے تھے۔کسی نے ان سے وجودِ باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کیا کہ آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا دلیل ہے؟

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس شہتوت کے درخت کو دیکھ لو، اس کے پتوں کو اگر بکریاں چریں تو دودھ حاصل ہوتا ہے اور شہد کی مکھی ان پتوں کو چاٹ لے تو شہد بنتا ہے، ریشم کا کیڑا ان پتوں کو کھالے تو اس سے ریشم حاصل ہوتا ہے اور اگر ہرن ان کو کھالے تو اس سے مشک حاصل ہوتا ہے اور ان چاروں چیزوں کے حقائق اور آثار مختلف ہیں اور شہتوت کے پتوں کا تقاضہ ایک ہی ہوسکتا ہے۔کیونکہ طبیعت واحدہ کا تقاضا بھی واحد ہوتا ہے پس اگر ان پتوں کی طبیعت کا تقاضا دودھ ہے تو اس سے ریشم، شہد اور مشک کیسے حاصل ہوا اور اگر ان کی طبیعت کا تقاضا ریشم ہے تو ان سے مشک، شہد اور دودھ کس طرح حاصل ہوا؟

معلوم ہوا کہ یہ پتے اپنی ذات میں کسی چیز کا تقاضا نہیں رکھتے اصل میں ان تمام اشیاء کا خالق اور موجود اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ ہے وہ چاہے تو اس پتے کو بکریوں کے منہ میں ڈال کر ان سے دودھ نکال دے اور چاہے تو شہد کی مکھیوں سے ان پتوں کو چسوا کر اس کو شہد بنا دے اور چاہے تو ہرن کو یہ پتے کھلا کر ان کو مہکتی ہوئی مشک میں تبدیل کر دے اور اگر چاہے تو ان پتوں کو ریشم کے کیڑوں کی خوراک بنا کر اس سے ریشم بنا دے۔اس کائنات کی حقیقتوں میں سے آپ جس حقیقت پر بھی غور کریں گے یہی منکشف ہوگا کہ ہر حقیقت کے پیچھے اسی مؤثرِ حقیقی کا دستِ غیب کارفرما ہے اور بظاہر نظر آنے والے سارے اسباب ایک حجاب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔

(مقالاتِ سعیدی، ص:۲۰)

ہم نے آپ حضرات کے سامنے توحیدِ باری تعالیٰ کے متعلق قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ و اقوالِ سلف و صالحین سے دلائل پیش کیے۔حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے وجود پر اس کائنات میں اور کائنات اصغر یعنی انسان کے جسم میں بے شمار دلائل موجود ہیں اگر کوئی ان تمام دلائل کو پڑھنا چاہے تو محدثِ اعظم پاکستان، شارح صحیح مسلم و بخاری، حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مقالاتِ سعیدی'' کا مطالعہ کرے جس میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے وجود باری تعالیٰ پر دلائل دیے ہیں اور یہ ایسے قوی دلائل ہیں جن کا انکار ناممکن ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

خلیفۂ بلا فصل، افضل البشر بعد الانبیاء

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں حضورِ اکرم ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام **”عثمان“** اور کنیت **”ابو قحافہ“** تھی۔ آپ کے والد فتح مکہ کے وقت ۹۰ ربرس کی عمر میں اسلام لائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام سلمیٰ تھا وہ **”ام الخیر“** کہلاتی تھیں اور آپ بھی اسلام سے مشرف ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل جب بادشاہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا (جس کو ہاتھی کا قصہ کہتے ہیں) اس کے ڈھائی برس بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ اسلام کے ظہور سے کچھ دن پہلے ملکِ شام تجارت کو گئے تو وہاں ایک روز خواب میں دیکھا کہ ایک جگمگاتا ہوا (چاند) نور آسمان سے کعبہ کی چھت پر گرا اور اس کا تھوڑا تھوڑا حصہ مکہ کے ہر گھر میں پہنچا مگر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ نور سب طرف سے سمٹ سمٹا کر پہلے کی طرح جمع ہو گیا اور پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف آیا، آپ نے گھر کا دروازہ بند کر دیا۔ صبح ہوئی تو آپ نے تعبیر کے ماہر ایک یہودی سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی، مگر اس نے کچھ نہ بتایا جب آپ ملکِ شام تجارت کے لیے دوسری مرتبہ تشریف لے گئے تو وہاں ایک عیسائی سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ آپ نے اپنا سارا قصہ بیان کر دیا اس نے کہا کہ: ”تم لوگوں میں نبی آخر الزماں پیدا ہوگا، پچھم سے پورب جس کا دین پھیلے گا، تم اس کی زندگی میں معتمد اور ان کے وصال کے بعد پہلے خلیفہ ہو گے“۔

کبھی کبھی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضورِ انور ﷺ کے پاس آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن حضور ﷺ نے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے رسول ہونے کی خوشخبری سنائی تو آپ نے فوراً کہا کہ: **”بے شک حضور اللہ کے رسول ہیں“**۔ مردوں میں سب سے پہلے جن کو اسلام کی دولت ملی وہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ہجرتِ مدینہ:

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ صبح و شام حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن عادت کے خلاف

دوپہر کے وقت دھوپ کی شدت میں حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ: ''ابوبکر ہجرت کا حکم آ گیا ہے'' حضرت نے فرمایا: ''کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کے لیے حکم ہے'' حضور نے فرمایا: **''ہاں!''** سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کو اتنی خوشی ہوئی کہ جس کی انتہا نہ تھی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے، ہجرت کے وقت آپ نے روپیہ پیسہ جو کچھ تھا وہ سب ساتھ لے لیا۔ حضور ﷺ اور سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تین دن ''غارِ ثور'' میں رہے۔ کچھ کھٹکا ہوا تو حضرت صدیق نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ: شاید کافر آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: **''ڈرنے کی کیا بات ہے، اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔** مدینہ پہنچ کر حضور ﷺ نے مسجد بنانے کے لیے جو زمین خریدی تھی، اس کی قیمت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نے ادا کی۔ حضرت کا مکان بھی مسجد کے قریب بنا، جس کی ایک کھڑکی مسجد کی طرف تھی جس زمانے میں مسجد بن رہی تھی اس زمانے میں حضور ﷺ نے اپنے گھر کے لوگوں کو بلا بھیجا، سیدنا حضرت ابوبکر کے بال بچے بھی حضور ﷺ کے افرادِ خانہ کے ہمراہ آئے تھے۔ اللہ کی راہ میں جتنی لڑائیاں لڑی گئیں حضرت ابوبکر بھی ان میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''تبوک (۹ھ) کی لڑائی میں جب حضور ﷺ نے جہاد کے لیے مدد دینے کا حکم فرمایا تو میں خوب مالدار تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ: اسلام کی خدمت میں اب حضرت ابوبکر سے آگے بڑھنے کا موقع ہے۔ میں نے بہت سا مال لاکر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ: **''عمر! بچوں کے واسطے کیا چھوڑا؟''** میں نے عرض کیا کہ: ''اتنا ہی مال بچوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں'' تھوڑی دیر کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے مال پیش کی۔ ان سے بھی حضور اقدس ﷺ نے یہی سوال کیا **''بچوں کے لیے کیا چھوڑا؟''** تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: **''بچوں کے لیے اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں''۔** جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا: **''بے شک میں کسی طرح سیدنا حضرت ابوبکر سے بازی نہیں لے جا سکتا''۔**

خلیفہ اوّل:

جب حضور رسول اللہ ﷺ نے ظاہری وصال فرمایا تو سب مسلمانوں کی رائے سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ مقرر ہوئے، اس زمانے میں عرب کے اکثر لوگ اسلام سے پھر گئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، اس فتنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی گھبرا گئے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: آپ لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: **''یاد رکھو! زکوٰۃ کا جتنا مال حضور ﷺ نے مقرر فرمایا تھا اگر کسی نے اس سے کم دیا تو میں اس سے برابر جہاد کروں گا، چاہے تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو، میں اکیلا تلوار کھینچ کر سب سے مقابلہ کروں گا''** یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غلطی پر تھے۔ اس موقع پر اللہ نے حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا اور ہم کو غلطی سے بچالیا۔

۳؍سال پہلے حضور ﷺ کے زمانے میں حارث کے بیٹے حضرت زید شہید کر دیئے گئے تھے، اس کا بدلہ لینے کے لیے حضور ﷺ نے انہیں کے بیٹے اسامہ کو شام کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا، مدینے سے کچھ دور شام کے راستے میں ”جرف“ کے مقام پر لوگ جمع ہونا شروع ہوئے لیکن چونکہ اسی دوران حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ظاہری وصال ہوا تو اس لیے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ آگے نہ بڑھے اور واپس چلے گے منافقوں اور یہودیوں سے ساز باز رکھنے والے لوگوں کی وجہ سے اندرونی فتنے دوبارہ پھیل جانے کا اندیشہ تھا، اس لیے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اس وقت مدینہ کو اسلامی فوج سے خالی نہ کیا جائے۔ اُن کی رائے میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہایت زور کے ساتھ اس رائے کی مخالفت کی اور فرمایا کہ: **”چاہے میں اکیلا ہی رہ جاؤں، مدینے میں تمام بھیڑیئے آپڑیں، تب بھی وہ الفاظ جو میرے آقائے دو جہاں ﷺ کی زبان سے نکلے ہیں میں ان کی تعمیل میں کوئی پہلوتہی نہیں کروں گا“۔**

چنانچہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر روانہ ہوا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ پیدل تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: آپ پیدل نہ چلیے سوار ہو جایئے ورنہ میں بھی اتر جاتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ: **”نہیں! میں پیدل ہی چلوں گا کیونکہ میں ہر قدم کو اپنے گناہوں کی معافی کا پروانہ سمجھتا ہوں“**

پھر حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اب ہم کو واپسی کی اجازت دو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی کیونکہ خلافت کے معاملات میں مجھے ان کے مشوروں کی ضرورت رہتی ہے۔

چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کر کے واپس تشریف لائے۔ اس سال مال گزاری وصول کرنے میں نہ صرف مشکل پیش آئی بلکہ مال گزاری وصول کرنے والے افسروں کو سرکشوں نے شہید بھی کر دیا۔ مدینہ میں اس وقت جو افسر موجود تھے انہوں نے حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ عشر معاف کر دیا جائے لیکن حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی سخت مخالفت کی اور حکم دے دیا کہ اسلامی لشکر ہر وقت دشمنوں کے مقابلہ کے لیے تیار رہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حسن انتظام کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ قبل اس کے کہ باغیوں کی فوج مدینہ میں داخل ہو وہ اسلامی لشکر جو مدینے سے باہر حفاظت کے لیے مقرر تھا اس نے ان کا صفایا کر دیا۔

اتنے میں معلوم ہوا کہ دشمنوں کا دوسرا گروہ مقابلے کو تیار ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ مقابلے کا انتظام کیا جائے، چنانچہ تمام رات فوج کے انتظام میں صَرف ہوئی، فوج کے دو حصے کیے گئے۔ فوج کا ایک حصہ میدان میں

سیدھی طرف کھڑا کیا گیا اور دوسرا اُلٹی طرف، جب دشمنوں نے صبح ہوتے ہی اسلامی فوج کی یہ ترتیب دیکھی تو فوراً بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسلامی فوج نے ان باغیوں کا پیچھا کیا اور انہیں سرحد سے دور بھگا دیا اور وہاں ایک فوجی چوکی قائم کر دی اس کامیابی سے اسلامی فوج کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔ اسلامی سرداروں کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے اور اسلامی مال گزاری بھی ادا ہونا شروع ہوگئی۔

فتوحات:

جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فتح پا کر واپس آئے تو مدینہ بالکل خطرے سے خالی ہوگیا۔ بدوؤں کو اب یقین ہوگیا کہ حقیقت میں مسلمانوں کی قوت پہلے سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ مدینہ میں دیوانی مقدموں کے لیے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا تھا، لڑائی کے جو واقعات ہوتے تھے ان میں پہلے عرب کے واقعات کو اہمیت دی جاتی تھی، اس کے بعد دوسرے ملکوں کے واقعات سنے جاتے تھے۔ مکہ میں حج کے لیے نگرانی کا ایک محکمہ قائم تھا اور وہاں کے واقعات کی برابر اطلاع دی جاتی تھی۔ وہاں کے نگراں نائب خلیفہ کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کئی جنگیں لڑی گئیں۔ ان میں قابل ذکر جنگ موتہ، جنگ فلسطین، جنگ بصرہ، جنگ دمشق، جنگ اجنادین ہیں۔ ان تمام جنگوں میں عربوں کی بہادری اور شجاعت کے سبب انہیں ہر محاذ پر کامیابی ہوئی اور دشمنوں نے اسلام کی عظمت کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محاذ جنگ پر جانے سے پہلے اسلامی لشکر کو ہمیشہ اس بات کی تلقین کی کہ: **”آپس میں مل جل کر کام کرنا چلنے میں تیزی نہ کرنا، کسی پر ظلم نہ کرنا، دشمنوں پر فتح حاصل ہو تو ان کے بچوں کو قتل نہ کرنا، ضعیفوں، بیماروں، عورتوں کو تکلیف نہ پہنچانا، سبز کھیتوں کو نہ جلانا، پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، جانوروں کی ٹانگیں نہ توڑنا، جو مسلمان ہو جائے اس کو اپنا بھائی سمجھنا، فتح ہونے پر صرف جزیہ لینا اور جن لوگوں سے جزیہ لو ان کی جان اور مال کی اچھی طرح حفاظت کرنا، اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے حکم کی برابر پابندی کرنا“** مجاہدین نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو پیش نظر رکھا، جس کے نتیجہ میں ہر محاذ پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی اور اس طرح اسلام کا پرچم دور دور لہرانے لگا۔

انتظامِ مملکت:

حضور اکرم ﷺ کے وقت جو گورنر یا حاکم جس جگہ مقرر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے بدستور وہیں رکھا۔ غنیمت کا مال مسلمانوں کو برابر تقسیم فرما دیتے تھے۔ سلطنت کے مشیرِ اعلیٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ عدالت العالیہ کے افسر بھی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ خزانہ کے اعلیٰ افسر حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے صدر نشین مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تھے حضرت سیدنا عثمان اور سیدنا حضرت زید رضی اللہ عنہما نائب صدر نشین تھے۔

ان میں سے کوئی بھی اسلامی خزانہ سے تنخواہ نہ لیتا تھا، بلکہ اپنی روزی دوسرے کاموں سے پیدا کرتے تھے۔ حضرت کی مہر پر "نعیم القادر اللہ" لکھا ہوا تھا۔ جب کوئی معاملہ پیش آتا تو پہلے قرآن شریف کے مطابق حکم دیتے، اگر قرآن شریف میں اس بات کا حکم نہ ملتا تو حدیث کی طرف متوجہ ہوتے، اگر اس معاملہ کی بابت کوئی حدیث نہ ملتی تو تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے دریافت فرماتے کہ اس معاملہ کی بابت کسی کو کوئی حدیث یاد ہے۔ اول تو کسی نہ کسی کو کوئی حدیث یاد ہوتی، پوری تحقیق کے بعد اس پر حکم فرماتے اور اگر کسی کو حدیث یاد نہ آتی تو پھر تمام صحابہ کرام کی رائے معلوم کرنے کے بعد آخری حکم مرحمت فرماتے

اخلاق عالیہ:

مدینہ کے کنارے پر ایک اندھی بڑھیا محتاج تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کے یہاں اس ارادے سے جاتے کہ اس کا کچھ کام کر دیں گے، مگر جب پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ ان سے پہلے ہی ایک آدمی اس کی خدمت کر گیا ہے۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت پہلے بڑھیا کے دروازے میں چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس اندھی محتاج بڑھیا کا کام کاج کر رہے ہیں۔

حضرت جاڑے میں کمبل اور کپڑے خرید کر بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو تقسیم کیا کرتے تھے۔ خلافت سے پہلے اور خلافت کے زمانے میں بھی نہ صرف اپنی بکریوں کا بلکہ محلہ کی بکریوں کا بھی دودھ دوہتے۔ ایک بار کسی نے کہا کہ اب تو آپ خلیفہ ہو گئے ہیں اب ہماری بکریوں کا دودھ کیوں دودھ رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ: "**نہیں! میں اب بھی پہلے کی طرح دودھ دوہوں گا**"۔ آپ اپنی بکریوں کا دودھ سب آدمیوں کو دے دیا کرتے تھے۔

حضرت مکہ میں دولت اور عزت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز تھے۔ اسلام لانے سے پہلے بھی لوگ بڑے بڑے کاموں میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فن تاریخ کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ اس زمانے میں عرب کی اخلاقی حالت اچھی نہ تھی۔ تب بھی آپ بڑے پاک دامن اور نیکو کار مشہور تھے۔ آپ گورے چٹے لیکن دُبلے پتلے تھے کمر جھکی ہوئی تھی، آنکھیں چھوٹی، ماتھا چوڑا، انگلیوں کے جوڑ گوشت سے خالی، درمیانہ قد، نہ بہت لمبا نہ بہت چھوٹا۔

۱) آپ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔

۲) سب سے پہلے قرآن شریف جمع کیا۔

۳) سب سے پہلے خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے لیے کافروں سے لڑے۔

۴) سب سے پہلے خلیفہ ہوئے۔

۵) سب سے پہلے ایسے خلیفہ ہیں جن کو باپ کی زندگی ہی میں خلافت ملی۔

۶) سب سے پہلے خلافت کے لیے ولی عہد مقرر کیا۔

۷)سب سے پہلے اسلامی خزانہ قائم کیا۔

حضرت ایک گیروی چادر باندھتے اور ایک چادر اوڑھتے آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ محتاجوں کی دستگیری فرماتے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بڑے احسان کرتے بچوں سے بے حد محبت اور شفقت فرماتے۔ حضور ﷺ کی مسجد کے لیے زمین آپ ہی کے روپے سے خریدی گئی۔ جب آپ نے اپنا سب کچھ حضور سیدِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور آپ کے پاس کچھ باقی نہیں رہا تو ایک کمبل کے ٹکڑے سے آپ نے ستر پوشی کی اور سوئی دھاگا تو تھا نہیں، اس لیے کانٹوں سے اس کو اٹکا لیا، باری تعالی کو یہ فعل اس قدر پسند آیا کہ :اس روز تمام فرشتوں کا یہی لباس تھا۔ جب نبی آخر الزماں ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ خوش خبری سنائی کہ **"تمہارا یہ فعل اللہ کو ایسا پسند ہوا کہ تمام فرشتوں کا یہی لباس ہے"** تو آپ نے مسرت اور خوشی کے مارے مسجد میں ٹہلنا شروع کر دیا۔

حضرت صدق اکبر رضی اللہ عنہ معمول کے علاوہ جمعہ کے دن نہاتے، کپڑے دھوتے اور پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھتے۔ جب اذان دینے والا "محمد رسول اللہ" کہتا تھا تو آپ اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگایا کرتے تھے۔ خلافت کے زمانے میں بھی آپ کچھ دن تجارت کرتے، روزانہ اپنے کندھوں پر چادریں لاد کر بازار جاتے اور بیچ کر واپس آتے چھ مہینے تک یہی ہوتا رہا۔ جب خلافت کا کام زیادہ بڑھا اور بچوں کو پالنے کے لیے کوئی انتظام نہ ہو سکا تو صحابہ کرام نے سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: **"مجھے خلیفہ اور آقا نہ کہا کرو بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا خادم کہا کرو"۔**

وصال مبارک:

آپ نے ایک روز غسل کیا، سردی سے بخار آیا روز بروز بیماری بڑھتی گئی۔ بیماری کی وجہ سے آپ اس قدر کمزور ہو گئے کہ نماز پڑھانے بھی نہ جا سکے تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ آپ کو یہ بھی خیال ہوا کہ اپنی جگہ کسی کو مقرر کر دیا جائے تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ نہ ہو، اس لیے آپ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ مقرر کر دیا کیونکہ یہی ایک ایسے صحابی ہیں جو خلافت کا بوجھ اُٹھا سکتے ہیں آپ نے حضرت سیدنا عبد الرحمن اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما سے اپنا خیال ظاہر کیا تو حضرت سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: **"حضرت عمر کے مزاج میں ذرا سختی ہے"** آپ نے فرمایا: **"لیکن جب وہ خلیفہ ہوں گے تو طبیعت میں نرمی آ جائے گی"**۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد یہی ہوا۔

دنیائے صداقت میں تیرا نام رہے گا
صدیق تیرے نام سے اسلام رہے گا

................*........*

﴿قسط: آخری﴾

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

مولوی قاسم نانوتوی نے نص شرعی (یعنی خاتم النبیین کے معنی) میں تحریف کی اور اس (لفظ خاتم النبین) کا ظاہر اور جمہور سلف کے خلاف معنی تراشا اور جو ایسا کرے وہ ملحد وزندیق ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی قاسم نانوتوی ملحد وزندیق ہیں۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

مذکورہ بالا قیاس کا ''صغریٰ'' میں پہلے ثابت کر چکا ہوں اور ''کبریٰ'' فتاوی دار العلوم دیو بند سے ثابت ہے، تو اب جو اس کا لازمی نتیجہ ہے اس سے انکار کی گنجائش ہی کب رہ جاتی ہے، آخر میں دو مبارک تحریر میں حصول برکت کے لیے نقل کیے دے رہا ہوں یہ مقدس تحریر میں، گنبد خضری کے انوار وتجلیات کے سائے میں صفحہ قرطاس پر منتقل کی گئی ہیں۔ پہلی تحریر محق المعی، مدقق لوذعی، حضرت مولانا سید شریف برزنجی (مفتی الشافعیہ بالمدینۃ المنورہ) کی ہے اور دوسری تحریر، فاضل شہیر، حضرت مولانا شیخ محمد عزیز الوزیر مالکی، مغربی، اندلسی، مدنی، تونسی کی ہے۔

ووقع الاجماع من اول الامۃ الی آخرھا بین المسلمین علی ان نبینا محمد ﷺ خاتم النبیین وآخرھم لا یجوز فی زمانہ ولا بعدہ نبوۃ جدیدۃ لاحد من البشر و ان من ادعی ذلك فقد کفر واما الفرقۃ المسماۃ بالامیریہ والفرقۃ المسماۃ بالقاسمیہ وقولھم لو فرض فی زمنہ ﷺ بل لو حدث بعدہ نبی جدید لم یخل ذلك بخاتمیتہ۔ الخ۔ فھو قول صریح فی تجویز نبوۃ جدیدۃ لاحد بعدہ ولا شك ان من جوز ذلك فھو کافر باجماع علماء المسلمین وھم عند اللہ من الخسرین وعلیھم وعلی من رضی بمقالتھم تلك ان لم یتوبوا غضب اللہ ولعنتہ الی یوم الدین۔

(حسام الحرمین، ص: ۲۱۶،۲۱۸)

اور تمام اُمت اسلام کا اوّل سے آخر تک، اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ سب انبیاء کے خاتم اور سب پیغمبروں سے پچھلے ہیں نہ ان کے زمانے میں کسی شخص کے لیے نئی نبوت ممکن اور نہ ان کے بعد اور جو اس کا ادعاء کرے، وہ بلاشبہ کافر ہے اور رہے امیر احمد، نذیر احمد اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور ان کا کہنا کہ اگر حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے بلکہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، تو اس سے

خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ الخ۔ تو اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے بعد کسی کو نبوت جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں جو اسے جائز مانے، وہ باجماع علمائے امت کافر ہے اور اللہ کے نزدیک زیاں کار اور ان لوگوں پر اور جو ان کی اس بات پر راضی ہو، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہ ہوں۔

و کذالك من ادعی نبوۃ احدمع نبینا متلہ او بعدہ او ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابہا قال خلیل او ادعی شرکامع نبوۃ علیہ الصلوۃ والسلام او بعدہ او جوز اکتسبہا و کذلك من ادعی انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ قال فھم لا کفار مکذبون للنبی ﷺ لانہ اخبرانہ خاتم النبیین و اجمعت الامۃ علی ان ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد منہ دون تأویل ولا تخصیص فلاشك فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا سمعا

(حسام الحرمین، ص: ۲۳۲)

ایسے ہی جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یا حضور جانِ عالم ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا ادعاء کرے، یا اپنی نبوت کا دعویٰ کرے، یا کہے نبوت کسب سے مل سکتی ہے۔

علامہ خلیل نے فرمایا: ”جو حضور ﷺ کی نبوت میں کسی کو شریک مانے یا حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی جانے یا کہے نبوت کسی عمل سے حاصل ہو سکتی ہے اور ایسے ہی جو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ کرے، اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو“۔

فرمایا کہ: ”یہ سب کے سب کافر ہیں، نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں اس لیے کہ حضور ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہ تمام جہاں کے لیے بھیجے گئے اور تمام اُمت نے اجماع کیا کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے اور اس سے جو سمجھا جاتا ہے وہی مراد ہے، نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص تو ان سب طائفوں کے کفر میں اصلاً شک نہیں یقین کی رو سے، اجماع کی رو سے اور قرآن وحدیث کے رو سے

وما علینا الا البلاغ والحمد للہ رب العلمین وافضل الصلوۃ و اکمل السلام علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وحزبہ اجمعین (امین)

حضور شیخ الاسلام نے مضمون کی ترتیب وتالیف میں جن کتابوں سے مدد لی ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) تفسیر قرطبی (۲) تفسیر طبری (۳) تفسیر جلالین (۴) تفسیر نیشاپوری (۵) تفسیر کبیر (۶) تفسیر ابوسعود (۷) تفسیر مدارک (۸) تفسیر روح البیان (۹) تفسیر معالم التنزیل (۱۰) تفسیر خازن (۱۱) تفسیرات احمدی (۱۲) تفسیر غریب القرآن (۱۳) تفسیر روح المعانی (۱۴) صحیح بخاری (۱۵) صحیح مسلم (۱۶) ترمذی (۱۷) مشکوٰۃ (۱۸) ابن ماجہ (۱۹) درمنشور (۲۰) مدارج النبوۃ (۲۱) مرقاۃ (۲۲) مواہب اللدنیہ (۲۳) مسند امام احمد (۲۴) اشعۃ اللمعات (۲۵) جواہر الجور (۲۶) جامع کبیر (۲۷) جامع بیہقی (۲۸) حسام الحرمین (۲۹) تحذیر الناس (قدیم) (۳۰) قدیم تحذیر الناس (جدید) (۳۱) ہدایۃ المہدبین (۳۲) مناقب الامام (۳۳) الفتوحات المکیہ (۳۴) ردِشہاب ثاقب (۳۵) شبستان اردوڈائجسٹ (۳۶) امداد المفتیین (۳۷) قاموس

اسلامی معلومات

برائے ماہِ رجب المرجب

جناب رضوان احمد عارف صاحب

سوال: اس ماہِ مقدس میں حضور اکرم ﷺ نے کون سا مقدس سفر فرمایا؟

جواب: سفرِ معراج

سوال: سفرِ معراج کا مقدس تحفہ کو کون سی بدنی عبادت ہے؟

جواب: نماز

سوال: معراج کی سب سے پہلے تصدق کرنے پر کون سے صحابیِ رسول کو لقب سے نوازا گیا؟

جواب: خلیفہ بلافصل، افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "صدیق" کے لقب سے نوازا گیا۔

سوال: کیا اس سفر کے بارے میں قرآن کی کوئی نص موجود ہے؟

جواب: پندرہویں پارہ کی ابتدائی آیات میں اس سفر کا ذکر ہے۔

سوال: وہ کون سی مقدس مسجد ہے جہاں حضور سیدِ عالم ﷺ نے تمام انبیاء سابقین کی امامت فرمائی؟

جواب: مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس)

سوال: شبِ معراج میں کون سی سواری حضور اقدس ﷺ کے زیرِ استعمال رہی؟

جواب: براق

سوال: ۶/ رجب المرجب کو سلسلۂ چشتیہ کے ایک بزرگ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا، اُن کا نام بتائیں؟

جواب: خواجۂ خواجگان، والئ ہندوستان حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ

سوال: محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کب امام العاشقین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے؟

جواب: یکم رجب المرجب ۶۵۵ھ۔ (راحت القلوب)

سوال: اس ماہ میں سلسلۂ اشرفیہ کے تین بڑے بزرگوں نے وصال فرمایا، اُن کے نام بتائیں؟

جواب: (۱) ہم شبیہہ غوث الاعظم، اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۲) محدثِ اعظمِ ہند حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (بقیہ صفحہ نمبر: 41)

حی علی الفلاح

نماز میں شفاء ہے

جناب حافظ نذر احمد صاحب

نماز تمام روحانی وجسمانی عوارض کو شفاء بخشتی ہے۔ یہاں ہم پاکستان کے مشہور معالج امراض قلب ڈاکٹر محمد عالمگیر خان کی تحقیقات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں، جس سے حضور معلمِ انسانیت ﷺ کے ان ارشاداتِ گرامی کی تشریح ہوتی ہے۔ تشریح اس اعتبار سے کہ ان کے کسی کلام کی تصدیق کی ضرورت نہیں اور تشریح جس قدر کریں کم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کر کے ہم پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ نماز ایک طرف روحانی عروج عطا کرتی ہے، برائیوں سے نکال کر پاکیزگی عطا کرتی ہے اور دوسری طرف جسمانی صحت کے لیے حد درجہ معاون ہے۔

عمر کے ساتھ ساتھ کولیسٹرول (چربی) سے شریانیں تنگ سے تنگ تر ہوتی چلی جاتی ہیں اور ان کی تنگی سے بے شمار عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ذیابیطس، بلڈ پریشر، فالج، امراضِ قلب، بڑھاپا اور سوء ہضم وغیرہ۔ اس چربی کی فراوانی کا بہترین تدارک ورزش میں ہے۔ جو نماز سے احسن طور پر پورا ہو جاتا ہے، چنانچہ نمازی اور محنت مزدوری کرنے والوں کو یہ عوارض نسبتاً بہت کم لاحق ہوتے ہیں۔

غور کریں تو نماز کی تراکیب ہی ایسی ہیں کہ جب معدہ خالی ہوتا ہے تو رکعات کی تعداد بھی کم ہو جاتی ہیں۔ مثلاً فجر، عصر اور مغرب میں جب کہ کھانے کے بعد ظہر اور عشاء کی رکعات زیادہ ہیں کیونکہ کھانے کے بعد کولیسٹرول (چربی) کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ رمضان المبارک میں بعد از مغرب افطاری میں زیادہ کھایا جاتا ہے تو عشاء میں تراویح کی رکعات کا اضافہ ہے۔ اس طرح نماز روحانی برکات کے ساتھ ایک متوازن جسمانی ورزش بھی بن جاتی ہے اور خون گاڑھا نہ ہونے کا سبب ٹھہرتی ہے۔ اگر ہم نماز حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ادا کریں تو جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جس کی ورزش از خود بہترین طریقہ پر نہ ہو جاتی ہو۔ مثلاً:

تکبیرِ اولیٰ:

(نیت باندھنے کے لیے) کہنی کے تمام عضلات اور کاندھے کے جوڑ حصہ لیتے ہیں، جس سے از خود دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے۔

اقامت:

اس میں ہاتھ باندھنے سے کہنی اور کلائی کے آگے پیچھے والے

عضلات حصہ لیتے ہیں اور گردش خون تیز کرتے ہیں۔

رکوع:

اس حالت میں کولہے کے جوڑ، کہنیاں، کلائی اور کمر کے تمام عضلات بڑی سختی سے عمل کرتے ہیں۔

سجدہ:

اس میں کولہے، گھٹنے، ٹخنے اور کہنیوں پر جھکاؤ ہوتا ہے۔ ٹانگوں اور رانوں، کمر اور پیٹ کے عضلات کھنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ مستورات کے گھٹنے حالتِ سجدہ میں چھاتی سے لگے ہوئے ہوتے ہیں، جس سے ان کے مخصوص اندرونی عوارض کا مداوا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سجدہ کی حالت میں خون دماغ تک بہت جلد پہنچ جاتا ہے، جب کہ اسے خون کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔

تشہد:

اس حالت میں گھٹنے اور کولہے پر جھکاؤ ہوتا ہے۔ ٹخنے اور پاؤں کے عضلات ایک سمت اور کمر اور گردن کے عضلات دوسری سمت کھنچے ہوتے ہیں۔

سلام:

آخر میں سلام پھیرتے وقت گردن کے دونوں سمت کے عضلات کام کرتے ہیں اور گردش خون خوب تیز کر دیتے ہیں۔

نماز کے ان افعال سے ایک بہترین ورش ہوتی ہے اور نماز میں اعتدال کے سبب اس میں قدرتی توازن اور اعتدال رہتا ہے دوسری ورزشوں کی طرح ہیجانی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔

نماز پڑھنے کے احسن طریقے سے خون کی فراہمی کے سبب دل مکمل طور پر صحتمند رہتا ہے۔ اس کے لیے خون گاڑھا ہوتا ہے نہ خون کی گردش خراب ہوتی ہے۔

حضور جانِ عالم ﷺ نے کس قدر بجا فرمایا:

''جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب تک وہ ٹھیک ہے تمام جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے تو خوب سمجھ لو وہ دل ہے''۔ (مسلم شریف)

حضور سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا:

''جماعت کے لیے ہر بار مسجد کی حاضری، گھر سے مسجد تک آمد و رفت اور اس کے اہتمام کے لیے بھاگ دوڑ، روح اور جسم دونوں کے لیے بابرکت ہے۔ جسمانی کیفیت اور عوارض کا علم ہمیں آج سائنسی تحقیقات کے بعد ہو رہا ہے لیکن رہبر کامل ﷺ نے صدیوں پہلے ہمیں وہ نظام بخشا جو سرتا پا رحمت و برکت ہے۔

"پوری رات قیام کا ثواب"

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

''جو نمازِ عشاء جماعت سے پڑھے
گویا اُس نے آدھی رات قیام کیا
اور جو فجر جماعت سے پڑھے
گویا اس نے پوری رات قیام کیا''

(مسلم شریف، ص:۲۵۸، حدیث:۱۴۹۱)

خواجہ خواجگان، والیٔ ہندوستان، عطائے رسول

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حسن سنجری نور اللہ مرقدہٗ

● مفتیٔ اعظم سندھ حضرت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ●

بفیض شافعِ محشر بہ لطف حضرت حیدر
تو ہے سلطانِ بحر و بر، معین الدین اجمیری
بفیض خواجہ عثمان، ہوئے ہو ہند کے سلطان
نہیں ہے آپ کا ہمسر، معین الدین اجمیری
(شارب)

بہت سے دیگر روحانی سلسلوں کی طرح چشتیہ سلسلہ بھی مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہی سے شروع ہوتا ہے اور حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجۂ خواجگان، والیٔ ہندوستان، عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حسن سنجری المعروف غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ۱۳/ واسطے ہیں، یعنی سلسلہ چشت میں حضرت مولا علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ۱۶/ ویں نمبر پر حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو ''سلطان الہند'' اور ''نائب رسول فی الہند'' کہلاتے ہیں۔

''چشت'' خراسان کے ایک مشہور شہر کا نام ہے۔ وہاں کچھ بزرگانِ دین نے روحانی اصلاح وتربیت کا ایک بڑا مرکز قائم کیا، اس کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور وہ مقام اور نام کی نسبت سے ''چشتیہ سلسلہ'' کہلانے لگا۔ اگرچہ دوسرا مقام چشت، اوچ اور ملتان کے درمیان بھی واقع ہے مگر چشتیہ سے مراد خراسان والا چشت ہے۔ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۹ھ/ ۹۴۰ء) وہ پہلے بزرگ جن کے اسم گرامی کے ساتھ تذکروں میں ''چشتی'' لکھا ہوا ملتا ہے۔

ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ:

اگرچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے قبل بھی کچھ چشتی بزرگ ہندوستان میں تشریف لا چکے تھے۔ ان میں ایک خواجہ ابو محمد بن ابی احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کے متعلق مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''**نفحات الانس**'' میں لکھا ہے کہ: ''یہ سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے تھے'' لیکن حقیقت یہ ہے کہ چشتیہ سلسلہ کو ہندوستان میں جاری کرنے کا شرف حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔

آپ پرتھوی راج کے عہد میں پہلی بار اجمیر میں جلوہ افروز ہوئے اور اجمیر کو اپنا مستقر بنا کر ہندوستان میں تبلیغ واشاعت کا کام شروع کر دیا ان دنوں اجمیر راجپوت سامراج کا مضبوط مرکز اور ہندوؤں کا مذہبی گڑھ تھا۔ دور دور سے ہندو اپنی مذہبی رسومات پوری کرنے کے لیے وہاں جمع ہوتے تھے، چھوت چھات کا ماحول تھا۔ مگر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس بھیا نک ماحول میں بھی اسلام کا نظریہ توحید و رسالت عملی حیثیت سے پیش کیا اور جس کو تسلیم کر لینے سے ذات پات کی تفریق بے معنی ہوگئی اور ہندوستان میں زبردست دینی اور سماجی انقلاب آ گیا۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی:

حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بہت سادہ لیکن دلکش تھی۔ ہندوستان کے سب سے بڑے سماجی انقلاب کے یہ بانی ایک چھوٹی سی جھونپڑی اور مطابق سنت پیوند لگی تہبند و کرتے میں بیٹھے ہیں، مگر نظر کی تاثیر کا یہ عالم کہ جس کی طرف دیکھ لیں معصیت کے چشمے اس کی زندگی میں خشک ہوں اور اطاعت کی لہریں موجیں مارنے لگیں۔ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ لاکھوں انسانوں کے دلوں پر آپ کی عقیدت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ لاکھوں انسان آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہیں ہیں۔ لاکھوں انسانوں کی زبانوں پر مشکل کے وقت آپ کا نام نامی بے ساختہ آ جاتا ہے۔ ایسی عظیم شخصیتیں صدیوں بعد بزمِ عشق سے محفل زمان ومکان میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ آپ کی ہستی گراں مایہ روحانی سرچشمہ ہے، جس نے ہندوستان کو خوب سیراب کیا۔ آپ کے نورِ ایمانی اور فیضِ روحانی نے تاریکی کو روشنی میں بدل دیا۔

پریشان حالوں کی جائے پناہ:

انسانیت آج پریشان ہے، سرگرداں ہے وہ کچھ تو اپنی مشکلات کا حل اور امراض کا علاج کسی ازم میں ڈھونڈتی ہے اور کبھی جمہوریت کے دامن میں پناہ تلاش کرتی ہے لیکن دراصل انسانیت کی نجات اور فلاح و بہبود حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم اور پاک شخصیتوں کے کردار تعلیمات اور سیرت واحوال میں پوشیدہ ہے کیونکہ اولیاء کے دل اس ذات جلال لایزال کے نور سے منور، روشن اور تاباں ہیں اور تاریکی کو دور کرنے والے ہیں۔ خلوص ان کا ہتھیار ہے، اخلاق ان کی ڈھال ہے، صدق ان کی تلوار ہے، عشق ان کا تیر ہے۔ تحمل ان کا شعار ہے، توکل وقناعت کی دولت ان کے پاس بے شمار ہے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض:

حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بعض مورخین کے مطابق ۴۵ یا ۴۶ سال اجمیر مقدس میں قیام پذیر رہے۔ اس عرصے میں آپ نے ہند کی سرزمین پر جو انقلاب برپا کیا اس کے اثرات آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی نمایا طور پر موجود ہیں۔ حتی

کہ ایک انگریز مؤرخ کہہ گیا کہ: ''ہندوستان پر کسی بادشاہ کی نہیں بلکہ ایک قبر کی حکومت ہے''۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے سفر آخرت بوقت شب ۶/ رجب المرجب ۶۳۳ھ فرمایا۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا سن وصال ۶۲۷ھ/ ۲۱/ مئی ۱۲۲۹ء بیان کیا ہے۔

آپ کا مزار مبارک صدیوں سے مرجع خاص و عام ہے۔ عرس کے دوران حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لاکھوں پرستاران وعقیدت مند دور دراز سے مزار مبارک پر آپ کے فیوض و برکات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہو کر بزبانِ حال کہتے ہیں:

تم اَبر کرم، تم بحر سخا، تم لطف نبی، تم فضل خدا
تم سب کے معین اے گنج عطا سلطان الہند غریب نواز

آپ کا مقام:

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ''فنافی الرسول'' کے درجے پر فائز تھے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بہت خوش تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''ہمارا معین خدا کا محبوب ہے، مجھے اس مرید پر فخر ہے''۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دن و رات میں دو قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ اپنے مریدوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: ''معین الدین اس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھے گا جب تک اپنے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو جو قیامت تک سلسلے میں ہوں گے جنت میں نہ لے جائے گا''۔

آپ اپنے پیرومرشد کی تعظیم کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ گئے کہ تمام مقامات غوثی و قطب الاقطابی طے کر کے قطب وحدت کے درجہ پر فائز ہوئے۔

تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں:

۱) انیس الارواح
۲) کشف الاسرار
۳) معراج الانوار
۴) کنزل الاسرار
۵) رسالہ تصوف (منظوم)
۶) رسالہ آفاق والنفس
۷) رسالہ موجودیہ
۸) دیوان معین۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در پر حاضر ہونے والوں میں بلا تفریق مذہب ہر شخص شامل ہے۔ ہندو، سکھ، عیسائی، ہر ایک آپ کے در کا بھکاری ہے۔ اندرا گاندھی ہر سال آپ کے در پر حاضر ہوتی رہی۔ ہندوستان کا موجودہ وزیر اعظم بھی کئی بار حاضر ہوتا رہا ہے۔

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: ایک پراڈکٹ جس پر 999 قیمت لکھی ہو لیکن بیچنے والے ایک ہزار روپے لینے کے بعد ایک روپیہ واپس دیتے ہی نہیں، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر دکاندار و خریدار باہمی رضامندی سے 999 میں سودا کرتے ہیں اور خریدار 1000 روپے دے کر ایک روپیہ واپس مانگتا ہے تو اسے دینا ضروری ہے، بلکہ اس کے مطالبے کے بغیر ہی واپس کر دینا چاہئے کیونکہ یہ اس کا حق ہے، اس صورت میں اس کی رضامندی کے بغیر واپس نہ کرنا یا جھوٹ بولتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ کھلا نہیں ہے، جائز نہیں اور دکاندار کو خریدار کی رضامندی کے بغیر وہ روپیہ حلال نہیں ہوگا، بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ روپیہ واپس چاہتا ہے لیکن شرمندگی کی وجہ سے تقاضا نہیں کرتا، ایسی صورت میں بھی واپس کرنا ضروری ہے ہاں اگر خریدار ایک روپے کی کٹوتی پر راضی ہو تو حرج نہیں

سوال: زمین خریدی اور قیمت مکمل ادا کرنے سے پہلے اگر خریدار کا انتقال ہو گیا تو اب زمین پر کس کا حق ہوگا؟

جواب: جب زید و بکر کے مابین خرید و فروخت کا عقد مکمل ہو چکا تھا تو وہ زمین شرعاً زید کی ملک ہوگئی، قبضہ پر موقوف نہیں۔ نیز عاقدین (یعنی بیچنے اور خریدنے والے) میں سے کسی ایک کے فوت ہو جانے سے عقدِ بیع باطل نہیں ہوتا، اگرچہ خریدار نے ابھی مکمل قیمت ادا نہ کی ہو۔ لہٰذا اب وہ زمین زید کا ترکہ شمار ہوگی اور اس کی بقیہ قیمت زید کے ذمہ دَین (قرض) ہے جو اس زمین سمیت تمام ترکہ سے ادا کی جائے گی۔

اس بنا پر زید کے ورثاء کو حق حاصل ہے کہ وہ بقیہ قیمت بکر کو ادا کر کے اس زمین پر قبضہ حاصل کر لیں۔ بکر کو یہ حق حاصل نہیں کہ زید کے ورثاء کی رضامندی کے بغیر بطورِ خود زید کی ادا کی گئی رقم واپس کر کے زمین بطورِ ملک اپنے پاس رکھ لے البتہ جب تک مکمل قیمت وصول نہیں ہو جاتی، بکر کو اس زمین پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے کا حق ہے کیونکہ بیع صحیح ایجاب و قبول سے ہی منعقد و لازم ہو جاتی ہے اور مبیع بائع کی ملکیت سے نکل کر مشتری کی ملک میں آ جاتی ہے، مبیع پر قبضہ کر لینے پر موقوف نہیں ہوتی۔ محقق علی الاطلاق ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كل تصرف لا يتم إلا بالقبض كالهبة والصدقة...

بخلاف البیع والاجارۃ فإنہ یلزم بنفسہ

ترجمہ: ہر وہ تصرف جو قبضے کے بغیر تام نہیں ہوتا جیسے ہبہ اور صدقہ۔ بخلاف بیع اور اجارہ کے، کیونکہ بیع اور اجارہ (قبضے کے بغیر) نفسِ بیع و اجارہ کے عقد ہی سے لازم ہو جاتے ہیں۔

(فتح القدیر، ج:6، :512، دار الفکر)

نیز امام احمد رضا خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والملك فی البیع الصحیح یزول بمجرد العقد من دون توقف علی القبض

ترجمہ: بیع صحیح میں ملکیت محض عقد کے منعقد ہونے سے ہی بائع سے زائل (ہو کر مشتری کی طرف منتقل) ہو جاتی ہے (خریدار کے) قبضہ پر موقوف نہیں ہوتی (فتاوی رضویہ، ج20 ص99، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عاقدین میں سے کسی ایک کے انتقال سے عقدِ بیع باطل یا فسخ نہیں ہوتا

سوال: گھر میں بلیاں پالی ہوئی ہیں تو کیا جب وہ بچے دیں تو انہیں فروخت کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: بلی پالنا اور اس کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ اس کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے میں لاپرواہی نہ برتی جائے کہ حدیث مبارک میں ہے کہ: ایک عورت فقط اس وجہ سے جہنم میں گئی کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا اور اس کی بھوک پیاس کا خیال نہ رکھا حتی کہ وہ مر گئی۔

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: عذبت امرأة فی هرة سجنتها حتی ماتت فدخلت فیها النار لا هی أطعمتها ولا سقتها إذ حبستها ولا هی ترکتها تأکل من خشاش الأرض۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، جسے اس نے قید کر رکھا تھا حتی کہ بلی مر گئی جس کی وجہ سے وہ عورت دوزخ میں گئی، نہ اس نے بلی کو کھلایا اور نہ پلایا کیونکہ اس عورت نے بلی کو قید کر رکھا تھا اور نہ اس نے اسے آزاد ہی چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔ (صحیح بخاری، ج:4، ص:176، حدیث:3482، دار طوق النجاۃ)

سوال: عورتوں کے بالوں کی خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: انسانی بالوں (خواہ مرد کے ہوں یا عورت کے، بہر صورت ان) کی خرید و فروخت کرنا، ناجائز و حرام اور گناہ ہے اور ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جیسے کئی لوگ ان سے وِگیں تیار کرتے ہیں وغیرہ تو یہ بھی حرام اور گناہ ہے۔ پھر عورت کے بال تو ستر میں بھی داخل ہیں، جدا ہونے کے بعد بھی انہیں غیر محرم کو دکھانا اور غیر محرم کا انہیں دیکھنا جائز نہیں، لہٰذا اس وجہ سے بالخصوص عورت کے بال بیچنے کی حرمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

''تنویر الابصار مع درمختار'' میں ہے:

وصح بیع الکلب والفهد و الفیل والقرد و السباع بسائر انواعها حتی الهرة و کذا الطیور ملتقطا

ترجمہ: کتے، چیتے، ہاتھی، بندر اور تمام اقسام کے درندے، یہاں تک کہ بلی اور اسی طرح پرندوں کی خرید و فروخت صحیح ہے۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب البیوع، ج:5، ص:226، دار الفکر بیروت)

دنیا کا کوئی مذہب، کوئی ازم اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا

''اسلام انسانی حقوق کا محافظ''

حقوق العباد قرآن وسنت کی روشنی میں

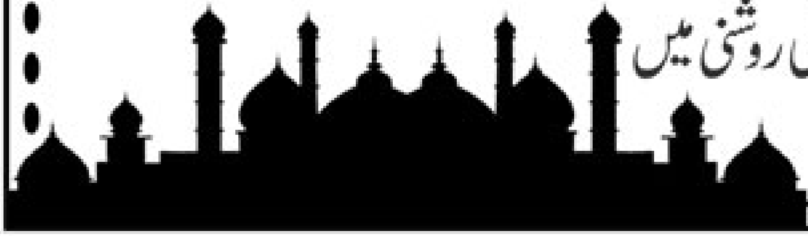

مرتبہ: جناب عارف دہلوی (مرحوم)

اسے اس کا فیشن کہیے یا ملت اسلامیہ کی ذہنی غلامی کہ آج ہم اپنے گھر کے جگمگاتے ہوئے فانوس کو چھوڑ کر باہر کے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں سے روشنی طلب کررہے ہیں، اپنے دامن کے گہر ہائے گراں مایہ سے بے خبر دوسروں کے سنگ ریزوں میں جواہر تلاش کر رہے ہیں اور خالقِ کائنات کے پیش کردہ منشور انسانیت کو جو فی الحقیقت انسان کی فلاح و بہبود اور بہتری و برتری کا ضامن ہے پس پشت ڈال کر بھٹکے ہوئے انسانوں کے پیش کردہ ازموں اور نظام ہائے زندگی سے اپنی زندگی کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں یہ وہ سانحہ ہے جس پر خون کے آنسو بھی بہائے جائیں تو کم ہیں۔ اس سانحہ کا سبب سوائے اپنے دین سے بے خبری کے اور کچھ نہیں ورنہ کیا ہم میں عقل کی اتنی مقدار بھی نہیں ہے کہ اچھے اور بُرے میں تمیز کرسکیں۔ اپنے فائدے اور نقصان کو سمجھ سکیں، دولت بے بہا ہماری ملکیت ہو لیکن اس پر بھی ہمارا دستِ سوال دراز ہو اور وہ بھی اپنوں سے کم تر انسانوں کے آگے؟

حقیقت یہ ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات اور احکامِ ربانی و ہدایتِ رسول اکرم ﷺ سے بے خبر ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کو نہایت وضاحت کے ساتھ سامنے لایا جائے۔ حقوق العباد کے سلسلے میں ہمارا دین ہم سے کس بات کا تقاضا کرتا ہے وہ عام فہم انداز میں مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ حقیقی رہبری و رہنمائی تو ہمیں ہمارے دین سے ہی ملتی ہے حقوق انسانی کے سلسلے میں قرآن وسنت کی رہنمائی ملاحظہ ہو۔

انسانوں کے باہمی حقوق:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى. (پارہ:۶، سورۃ المائدہ، آیت:۸)

ترجمہ: اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ. (پارہ:۲۱، سورۂ لقمٰن، آیت:۱۸)

ترجمہ: اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں اِتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اِتراتا فخر

کرتا۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔ (پارہ:۱،سورۃ البقرہ،آیت:۸۳)

ترجمہ:اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔

مسلمانوں کے باہمی حقوق:

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقٰتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ

(پارہ:۲۶،سورۃ الحجرات،آیت:۹تا۱۰)

ترجمہ:اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرادو پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کروادو اور عدل کرو، بے شک اللہ عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے،مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو۔

حاجت مندوں کے حقوق:

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔ (پارہ:۳۰،سورۃ والضحیٰ،آیت:۱۰)

ترجمہ:اور کسی بھی صورت مانگنے والے کو نہ جھڑکو۔

وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ۔

(پارہ:۲۶،سورۃ الذٰریٰت،آیت:۱۹)

ترجمہ:اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا۔

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ

(پارہ:۶،سورۃ المائدہ،آیت:۲)

ترجمہ:اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

غلاموں اور نوکروں کے حقوق:

سورۃ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۔ (پارہ:۵،سورۃ النسآء،آیت:۳۶)

ترجمہ:اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے بے شک اللہ کو خوش (پسند) نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے غلاموں اور اپنے نوکروں پر اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔لوگوں نے پوچھا کہ:"اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ اس اُمت میں دوسری امتوں کے مقابلے میں غلام اور یتیم زیادہ ہوں گے"۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:"ہاں! میں نے تمہیں یہ بات بتائی ہے پس تم

لوگ اپنی اولاد کی طرح ان کی خاطر کرو اور ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو"۔ (ابن ماجہ)

مزدوروں کے حقوق:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دیدو"۔ (ابن ماجہ)

یہ ہے اسلامی تعلیمات کا ایک مختصر سا خاکہ، ذرا غور فرمائیے کہ دنیا کا کون سا مذہب اور کونسا ازم ہے جو اپنے ماننے والوں کی قدم قدم پر اس طرح تربیت کرتا ہے اور عدل و انصاف کی اتنی اعلیٰ تعلیم دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس میں دکھی انسانیت کا سکون اور سسکتے ہوئے انسانوں کے لیے اطمینان ہے۔ اب باقی صرف اتنی بات رہ جاتی ہے کہ آیا ہم اس پر عمل پیرا ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟ قصور تو ہمارا ہوا۔ اس لیے اسلامی نظام حیات کے بجائے کسی دوسرے نظام حیات کی کیا ضرورت۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر ایک گروہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہے تو دوسرا گروہ آگے بڑھے اور نظام اسلامی کو نافذ کرے لیکن یہ منطق سمجھ سے باہر ہے کہ اچھے نظام پر عمل نہ کرنے والوں کی تبدیلی کرنے کی بجائے اچھے نظام ہی کو تبدیل کرنے کا نعرہ بلند کیا جا رہا ہے کیا ایسے افراد ملک و ملت اور دین کے مخلص ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر وہ ہمارے رہبر و رہنما بھی ہرگز نہیں ہو سکتے۔

جن علماء کو

ہم شبیہ غوث اعظم، اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ العزیز

کا مرید و خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

- قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اشرفی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا عارف اللہ شاہ قادری علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا غلام بھیک نیرنگ اشرفی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ حقانی اشرفی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا مفتی غلام قادر اشرفی علیہ الرحمہ (لالہ موسیٰ)
- حضرت مولانا نور اللہ صاحب بصیر پوری اشرفی علیہ الرحمہ
- قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
- حضرت حکیم سید اشفاق احمد اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی اشرفی علیہ الرحمہ

خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ

قسط: آخری

حضرت علامہ حافظ مولانا عبدالرشید قادری اشرفی علیہ الرحمہ

﴿ہالینڈ﴾

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

اردو، ڈچ اور سرینام کی مقامی زبان میں آپ اپنے منفرد انداز میں بہترین خطاب فرماتے تھے۔ آپ ایک عرصہ تک جامع مسجد شان اسلام تختن (روٹرڈیم، ہالینڈ) میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

ہالینڈ پہنچنے کے بعد قائدِ اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے آپ کو ورلڈ اسلامک مشن (ہالینڈ) کا نائب صدر مجلس علماء (ہالینڈ) کا صدر اور جامعہ مدینۃ الاسلام کا پرنسپل مقرر کیا۔ آپ ان عہدوں پر طویل عرصہ فائز رہے اور ان ذمہ داریوں کو خوب نبھایا۔ آپ اقراء فاؤنڈیشن کے نائب صدر بھی رہے۔

بحیثیتِ مجاہدِ ختمِ نبوت:

ختم نبوت کے سلسلے میں سرینام اور ہالینڈ میں آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ آپ نے سرینام میں ختمِ نبوت کانفرنس منعقد کی جہاں مرزائیوں کی کافی تعداد موجود تھی۔ آپ نے خطرات کی پروہ کیے بغیر ختمِ نبوت کانفرنس منعقد کیں اور عوام اہلسنت کو عقیدۂ ختمِ نبوت سے روشناس کرایا اور ورلڈ اسلامک مشن کے ذریعے بے باک خدمات انجام دیں۔

بحیثیتِ مدرس:

جب قائدِ ملت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے آپ کو "مدینۃ الاسلام" کا پرنسپل بنایا تو آپ نے تدریسی خدمات شروع کیں۔ اس سلسلے میں آپ نے سرنامی نوجوان علماء کی ایک جماعت تیار کی جو آج خدمتِ دین اور خدمتِ مسلک حق اہلسنت میں مصروف ہیں۔ آج آپ کے مشہور تلامذہ میں: مولانا رفیق، مولانا عمران مولانا طاہر، مولانا عبدالغفار اور دیگر علماء شامل ہیں۔

ہالینڈ میں فقہی خدمات:

آپ ہمیشہ اسی کوشش میں مصروف رہتے کہ مسلمانوں کو جدید مسائل فقہ سے آگاہ کریں۔ ہالینڈ میں رؤیتِ ہلال کے مسئلہ پر آپ نے بڑی محنت کی اور تمام علماء کے اجلاس منعقد کیے۔ ایک تاریخ پر عید اور چاند پر متفق کیا۔ اس کے علاوہ ہالینڈ میں

مرغی کے حلال اور رذبیحہ کے مسائل پر آواز بلند کی اور مشینی ذبح کو ناجائز قرار دیا۔ جس کے نتیجے میں بڑی بڑی غیر مسلم کمپنیوں نے جو مشینی ذبح کر رہی تھیں۔ مجبور ہو کر مسلمانوں کی نگرانی میں حلال ذبیحہ کا اہتمام کیا۔ آپ کی یہ کوشش صدقہ جاریہ ہوگی۔

ہالینڈ میں سلسلہ اشرفیہ کے لیے خدمات:

آپ نے پاکستان میں خلافتِ اشرفیہ کے حصول کے بعد ہالینڈ میں حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کو مدعو فرمایا پھر حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کے حکم پر "مرکزِ اشرفیہ" کے لیے ایک جگہ خریدی جو آج بھی مرکزِ رشد و ہدایت ہے۔ یہاں آپ نے حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کے حکم سے ذکر حلقہ، ایام بزرگانِ دین پر محافل کا انعقاد فرمایا۔ آپ حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کے حکم سے روحانی علاج بھی فرماتے۔ آج بھی یہ مرکز آپ کے لیے ثوابِ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہر سال آپ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کو ہالینڈ مدعو فرماتے۔ حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کے میزبان رہتے، واپسی پر ائیر پورٹ چھوڑنے تشریف لاتے۔ آپ خانوادۂ اشرفیہ کے تمام بزرگوں اور بچوں سے بڑی عقیدت اور محبت فرماتے۔

سرینام میں جامعہ علیمیہ فریدیہ کا قیام:

آپ کی زندگی کا ایک بہت بڑا کارنامہ سرینام (جنوبی امریکہ) میں دار العلوم جامعہ علیمیہ فریدیہ کا قیام تھا۔ 1998ء میں آپ نے جامعہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ 2001ء میں جامعہ کی خوبصورت عمارت تیار ہوئی۔ آپ نے اپنے بھتیجے مولانا فرید نعیمی علیہ الرحمہ کو علمِ دین کے حصول کے لیے پاکستان میں جامعہ مجددیہ نعیمیہ بھیجا۔ انہوں نے بھی بڑی محنت سے تعلیم حاصل کی۔ مولانا فرید نعیمی علیہ الرحمہ کو جامعہ علیمیہ کا نظم و نسق سنبھالنا تھا اور مولانا عبد الرشید علیہ الرحمہ کا معاون بننا تھا لیکن 1999ء میں مولانا فرید نعیمی علیہ الرحمہ شدید بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اس صدمہ نے مولانا عبد الرشید علیہ الرحمہ کو بہت مضمحل کر دیا لیکن آپ نے ہمت نہیں ہاری اور پاکستان تشریف لائے اور پاکستان سے چار علماء جن میں: مولانا سید توقیر الاسلام قادری مولانا مفتی اسلم نعیمی، سید ناصر علی قادری (خلف مفتی سید شجاعت علی قادری) اور مولانا نور الہادی شامل ہیں۔ ان حضرات نے جامعہ علیمیہ فریدیہ میں درسِ نظامی کا آغاز کیا۔ آپ ہالینڈ سے نگرانی فرماتے اور سال میں ایک سے زائد مرتبہ سرینام تشریف لے جاتے۔

مسجد انوار الاقصیٰ کی تعمیر:

آپ نے بڑی محنت و شوق سے ایک بڑی خوبصورت مسجد انوار الاقصیٰ تعمیر کروائی۔ یہ مسجد ملائیشیاء کی بلو مسجد کی طرز پر تعمیر

کی گئی ہے۔ یہ بھی آپ کی دین سے محبت واخلاص پر گواہی دے رہی ہے۔

اولاد:

آپ کے دو صاحبزادے ہیں:

(۱) مولانا حافظ احمد مختار قادری (۲) مولانا حافظ قاری اختر قادری ہیں ، یہ دونوں علمِ دین سے آراستہ ہیں اور دینی خدمات میں مصروف ہیں اور چار صاحبزادیاں ہیں ، جو صوم و صلوٰۃ کی پابند ہیں۔ جن میں بڑی صاحبزادی مستند عالمہ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور والد کے نقشِ قدم پر چلائے۔

راقم سے آخری ملاقات:

راقم (حکیم سید اشرف جیلانی) نے برادرِ اکبر ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی کے ہمراہ 16 جنوری 2024ء تا 28 جنوری 2024ء ہالینڈ کا سفر کیا۔ اس سفر میں روزانہ مولانا علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوتی آپ ''مرکزِ اشرفیہ'' تشریف لاتے۔ ہم دیر تک ان سے گفتگو کرتے ہم دونوں سے ان کا تعلق دوستانہ بھی تھا۔ جب بھی بیٹھتے پرانی یادیں تازہ ہو جاتیں۔

28 جنوری 2024ء کو جب ہم ہالینڈ سے روانہ ہوئے تو وہ ائیر پورٹ پر الوداع کہنے آئے۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ ان سے ہماری آخری ملاقات ہے۔

وصال:

2020ء میں مولانا دماغی ٹیومر (کینسر) کا شکار ہو گئے اور پانچ سال نہایت صبر وضبط سے اس بیماری کا مقابلہ فرمایا۔ بالآخر 20 ستمبر 2025ء بروز ہفتہ صبح 8:45 پر دنیا سے رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

21 ستمبر 2025ء بروز اتوار روٹرڈیم کے مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی قبر کو انورِ تجلیات کا مرکز بنائے۔ آمین

بقیہ: ''اسلامی معلومات برائے ماہِ رجب المرجب''

(۳) سرکارِ کلاں حضرت سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سوال: ''معارف القرآن'' کس محدث کا ترجمہ قرآن ہے؟

جواب: محدثِ اعظم ہند حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ

سوال: ماہِ رجب المرجب میں شہر کراچی کی ایک عظیم علمی شخصیت نے وصال فرمایا، اُن کا نام بتائیں؟ اور وہ کس لقب سے پہچانے جاتے ہیں؟

جواب: حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ جو خطیبِ پاکستان کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں۔

سوال: تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں ''اجمیر سنی کانفرنس'' کس تاریخ کو منعقد ہوئی؟

جواب: بمعوقعہ عرس غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ۵،۶ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ ۷، ۸ جون ۱۹۴۶ء منعقد ہوئی۔

تاریخ

سلطانِ مصر کی رواداری

جناب منظور حسن صاحب نامی ایم۔اے (علیگ)

سلطان صلاح الدین ایوبی کو تمام عیسائی دنیا اچھی طرح جانتی ہے، یہی وہ اسلام کا مجاہد اعظم ہے جو عیش وعشرت کے باعث زوال پذیر ہونے والی خلافت اور اسلام کے تحفظ اور بچاؤ کی غرض سے مصر سے ارض مقدس میں اس وقت آیا جب تمام عیسائی دنیا ارض مقدس مسلمانوں سے خالی کرانے پر تلی ہوئی تھی اور صلیب وہلال کا وہ شہرۂ آفاق معرکہ ہوا تھا۔ جو ابواب تاریخ میں ہمیشہ جلی حرفوں سے لکھا رہے گا۔ یہی وہ سلطان ہے جو طب کا ماہر تھا اور جس نے انگلستان کے بادشاہ رچرڈ شیر دل کی مہلک علالت میں طبیب بن کر اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ سلطان کی بے باکی اور مردانہ ہمت کا پورا یورپ قائل ہے اور صلیب وہلال کی طویل جنگ کے دوران میں یورپین لوگوں نے جو لڑنے آئے تھے سلطان کے اعلیٰ کردار کے متعدد واقعات دیکھے اور ان کو واپسی پر لکھ کر شائع کیا فرانس کے ایک مشہور مصنف نے سلطان کی دریا دلی، عالی ظرفی اور رواداری کے سینکڑوں واقعات قلم بند کئے ہیں۔ جو سلطان کے زمانہ سے تقریباً پون صدی کے بعد منظر عام پر آئے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان واقعات نے دشمنوں تک کے دلوں میں اتنی جگہ لے لی تھی کہ وہ سینہ بہ سینہ چلتے رہے اور پشت در پشت ان واقعات کو سنایا جاتا رہا۔

جب عیسائی ممالک کے عساکر ارض مقدس پر حملہ آور ہوئے تو بغداد کی حکومت اتنی کمزور ہو چکی تھی کہ مسلمان اس پر حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ یہ ایسا واقعہ تھا کہ دنیائے اسلام میں تہلکہ مچ گیا۔ یہ عیسائیت اور اسلام کی جنگ تھی۔ تمام اسلامی ممالک میں سے صرف مصر کے تاجدار سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کے نام پر کمر باندھ لی اور آندھی کی طرح میدان کارزار میں آپہنچا اور تمام عساکر اسلامی کی کمان ہاتھ میں لے لی۔ یہ جنگ طویل تھی اور کبھی کبھی سلطان کو فراہمی زر کی غرض سے مصر آنا پڑتا تھا دوسرے مصر کے انتظامات کا استحکام، ایسے ہی ایک موقعہ پر سلطان کو روپوں کی ضرورت تھی اور اس کے حصول کے امکانات کم تھے۔ مصر میں بکثرت یہودی آباد تھے۔ جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ عیسائی یہودیوں کے ساتھ کتوں سے بدتر سلوک کرتے تھے۔ اسلامی ممالک میں انہیں

نہ صرف مذہبی آزادی حاصل ہوجاتی تھی بلکہ مسلمانوں کی پناہ میں آنے کے بعد ان کے ساتھ وہی شرعی سلوک ہوتا تھا جو ذمیوں کے لیے مقرر ہے چنانچہ وہ آزادانہ کاروبار کرتے تھے اور سود پر روپیہ دینے کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں نہایت مالدار ہوجاتے تھے۔ یہاں تک کہ حکمران بھی ان لوگوں سے وقت ضرورت امور سلطنت کے لیے قرض لے لیتے تھے اور حسب وعدہ ادا کردیتے تھے۔

جنگ صلیب و ہلال زور پر تھی اور سلطان کو روپے کی سخت ضرورت تھی۔ روپیہ کہیں سے فراہم نہ ہورہا تھا۔ ایک افسر نے سلطان کی توجہ ایک بہت بڑے دولت مند یہودی کی طرف مبذول کرائی جو دارالسلطنت میں کاروبار کرتا تھا۔ سلطان نے فوراً یہودی کو طلب کیا۔ اس یہودی کی فہم و فراست بھی مشہور تھی۔ سلطان نے ایک سوال اس یہودی سے کیا کہ بتاؤ یہودیت عیسائیت اور اسلام میں سے تمہاری رائے میں کون سا مذہب حق پر ہے؟

یہودی اس سوال سے بہت سٹ پٹایا اور سوچنے لگا کہ اگر وہ یہ جواب دیتا ہے کہ اسلام صحیح مذہب ہے تو سلطان سوال کرے گا کہ جب تم اسلام کو سب سے سچا مذہب تسلیم کرتے ہو تو اسلام کیوں نہیں لے آتے؟ اگر عیسائیت یا یہودیت کو افضل قرار دیتا ہے تو سلطان برا مانے گا اور نہیں معلوم کیا سزا دے یہودی نے سوال سن کر لمحہ بھر تامل کیا اور ادب کے ساتھ کہا۔

’’اے سلطان! اس سوال پر مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ ایک بے حد دولت مند باپ تھا۔ اس کے کئی بیٹے تھے۔ سب کے سب مطیع، فرمانبردار اور نہایت صالح و نیک تھے اور باپ کو قدرتی طور پر سب سے بے حد محبت بھی تھی۔ لیکن ایک بیٹے پر اس کی زیادہ توجہ تھی۔ مگر باپ اشارے و کنائے سے یہ بھی ظاہر نہ ہونے دیتا کہ کون سا بیٹا اس کی نگاہ میں دوسروں سے فائق تر ہے اور اسی بیٹے کو وہ اپنی ایک خاص انگوٹھی دینا چاہتا تھا۔ مگر یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ دوسرے بیٹوں کو پتہ چل جائے اور وہ اس سے حسد کرنے لگیں۔ اس لیے اس نے اصل انگوٹھی کے نمونہ کی بہت سی انگوٹھیاں سب بیٹوں کے لیے بنوائیں اور وہ خاص انگوٹھی علیحدہ رکھی اور چپکے سے اس بیٹے کو دیدی جس پر اس کی خاص توجہ تھی اور ساتھ ہی باقی انگوٹھیاں بیٹوں میں تقسیم کر دیں چنانچہ کوئی جان نہ سکا کہ وہ خاص انگوٹھی کس کے پاس ہے سلطان یہ سن کر نہایت مسرور ہوا۔ یہودی کو خلعت دے کر رخصت کردیا۔ جب یہودی کو دوسرے ذرائع سے یہ معلوم ہوا کہ سلطان کی طلبی قرض حاصل کرنے کے لیے تھی تو وہ اشرفیاں خچروں پر لدوا کر دوبارہ دربار میں آیا اور پیش کیا۔ سلطان نے دستاویز لکھوا کر اپنی مہر لگادی اور جب معرکہ صلیب و ہلال سے کامیاب واپس آیا تو یہودی کو بلا کر تمام قرضہ ادا کردیا اور اس کے علاوہ مزید انعامات سے نوازا اور جب تک یہودی زندہ رہا اس پر ہمیشہ سلطان کی عنایات جاری رہیں۔

تبصرہ

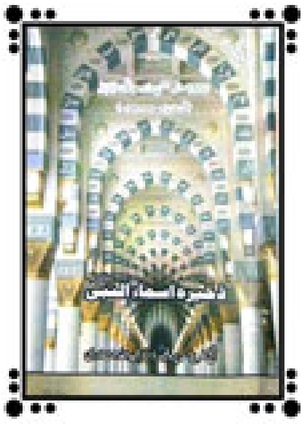

ذخیرہ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

کتاب: ذخیرہ اسماء النبی ﷺ

مصنف: شیخِ طریقت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

اشاعت: خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی

سنِ اشاعت: 2025ء/1447ھ

"ذخیرہ اسماء النبی ﷺ" ایک ایسی وقیع اور منفرد تالیف ہے جو اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت نایاب اور قابلِ قدر ہے اس کتاب میں حضور نبی کریم ﷺ کے 1836 اسمائے مبارکہ نہایت محنت، تحقیق اور عقیدت کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں یہ اسماء محض الفاظ نہیں بلکہ معرفتِ مصطفوی ﷺ کے ایسے روشن چراغ ہیں جو قاری کو اتباعِ رسول ﷺ کے سفر میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ کتاب رسول کریم ﷺ کی سیرت اور صفات کی جھلکیاں اسماء النبی ﷺ کی صورت میں پیش کرتی ہے۔ اس طرح ہر اسم نہ صرف حضور ﷺ کی عظمت کا نشان ہے بلکہ پڑھنے والے کے دل میں عشق و ادب کا نیا چراغ بھی روشن کرتا ہے۔

کتاب کا ابتدائیہ: معروف عالمِ دین، محقق اور صوفی ڈاکٹر اقبال احمد اختر قادری نے تحریر کیا ہے۔ یہ ابتدائیہ کتاب کا صرف مقدمہ نہیں بلکہ ایک ایسا فکری اور روحانی دریچہ ہے جس سے قاری کو اسمائے نبویہ سے گہرے باہمی تعلق کا احساس ہوتا ہے۔ ابتدائیہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جیسے اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے ویسے ہی اس کے اسماء اور صفات بھی بے شمار ہیں۔ پھر انہوں نے اللہ کے اسمِ اعظم "اللہ" کی وسعت اور جامعیت کو بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جب ذاتِ الٰہی لامحدود ہے تو پھر اس کے جمال و کمال کے مظاہر بھی لامحدود ہیں۔ اسی سلسلے میں وہ انسان کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہیں کہ تمام مخلوقات میں انسان اشرف المخلوقات ہے اور ان میں سب سے کامل ہستی ہم سب کے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ وہ "اسمِ محمد" کی جامع شان کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اس اسمِ مبارک میں حمد، تعریف، رفعت اور کمال کی بہترین جھلک موجود ہے۔ ذکرِ الٰہی اور ذکرِ رسول ﷺ کا باہمی ربط ہے۔ اس کتاب میں اہم نکتہ یہ ذکر کیا گیا

ہے کہ ذکرِ خدا اور ذکرِ رسول ﷺ ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ ذکرِ الٰہی اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک ذکرِ مصطفی ﷺ کی خوشبو اس میں شامل نہ ہو۔ معرفتِ الٰہی کا دروازہ دراصل معرفتِ رسول ﷺ سے ہی کھلتا ہے۔ یہ صوفیانہ حکمت کا نہایت خوبصورت اور دل نشین اظہار ہے۔

علمی اسناد اور سائنسی نکتہ: اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب اپنے استاد محققِ اعظم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نور اللہ مرقدہ کا حوالہ دیتے ہوئے ایک نہایت دلچسپ اور قابلِ توجہ بات بیان کرتے ہیں کہ۔ان کے مطابق ایک سائنس دان کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ درودِ پاک پڑھ کر دم کرنے سے سانس میں ایک برقی رو پیدا ہوتی ہے، جو مریض کے جسم پر خوشگوار اور شفاء رساں اثر ڈالتی ہے۔ یہ تحقیق اس حقیقت کی بہت خوبصورت تائید کرتی ہے کہ درود شریف صرف روحانی فیض ہی نہیں بلکہ جسمانی اور نفسیاتی اثرات بھی رکھتا ہے۔ یوں روحانیت اور سائنس دونوں کا ملاپ قاری کے ایمان اور اعتماد کو مزید مضبوط کرتا ہے۔

کتاب کی انفرادیت اور علمی شان: ذخیرہ اسماء النبی ﷺ کی سب سے بڑی خوبی اس کی جامعیت ہے۔ حضور ﷺ کے 1836 اسمائے مبارکہ کو یکجا کرنا خود ایک ایسی تحقیقی خدمت ہے جس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ ہر اسم کی تلاش، تحقیق، مستند حوالہ اور ترتیب میں مصنف کی محنت، لگن اور عشقِ رسول ﷺ نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔ یہ کتاب درج ذیل حوالوں سے انتہائی اہمیت رکھتی ہے محققین کے لیے نادر اور قیمتی مواد اور امہات الکتب سے مفید حوالہ جات لیے ہوئے ہیں۔ طلبہ کے لیے علمی ذخیرہ علماء کے لیے اُمتِ محمدیہ ﷺ کو ہدایت کی طرف لانے کا آسان اور بہترین ذریعہ ہے عام محبینِ رسول ﷺ کے لیے روحانی دولت ہے۔ کتاب کا اسلوب نہایت واضح، ترتیب سلیقہ مند اور پیشکش مؤثر ہے۔ اسماء پڑھتے ہوئے قاری کے دل میں خود بخود خشوع پیدا ہوتا ہے اور روح میں محبتِ رسول ﷺ کی لذت اترتی ہے۔

روحانی و عملی اہمیت: اسمائے مبارکہ کی فہرست محض علمی نہیں بلکہ روحانی تربیت کا ذریعہ بھی ہے۔ ہر اسم پڑھنے والے کی کیفیت بدل دیتا ہے، تعلقِ مصطفی ﷺ مضبوط کرتا ہے اور دل میں نور کی حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ یہ کتاب عبادت، مراقبہ اور محبتِ رسول ﷺ کے نئے راستے کھولتی ہے۔ مجموعی طور پر ذخیرہ اسماء النبی ﷺ صرف ایک کتاب ہی نہیں بلکہ ایک روحانی سرمایہ ہے۔ یہ دلوں کو روشن کرتی ہے، ذہن کو معرفت عطا کرتی ہے اور روح میں اتباعِ رسول ﷺ کی حرارت بڑھاتی ہے۔ اس کتاب کو تمام لائبریریوں کی زینت بننا چاہیے مصنف، ناشر اور خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ نے امتِ مسلمہ کو ایک عظیم علمی و روحانی تحفہ پیش کیا ہے، جو آنے والی نسلوں تک علم و محبت کا چراغ بن کر اتباعِ رسول ﷺ کی روشنی بکھیرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے آقا ﷺ کے تمام اسماء مبارکہ یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

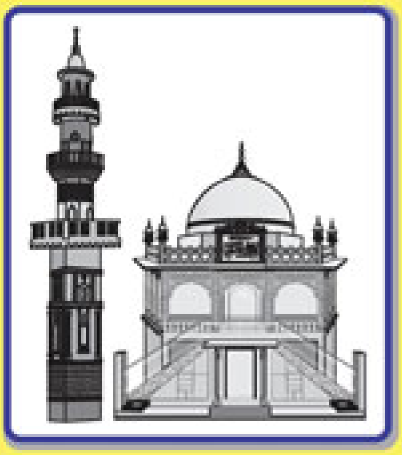

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

سالانہ محفلِ گیارہویں شریف:

۱۷/اکتوبر بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء، درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں سالانہ محفلِ گیارہویں شریف منعقد کی گئی، جس سے خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا اور ایک منفرد انداز میں آپ نے حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کے مختلف گوشوں پر گفتگو فرمائی۔ خطاب سے قبل خانوادۂ اشرفیہ کے شہزادگان نے ہدیۂ نعت پیش کی۔ جن میں: حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید علی مرتضٰی اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید محمود اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید وہاج اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید جوّاد اشرف جیلانی شامل ہیں۔ خانوادۂ اشرفیہ کے دیگر صاحبزادگان نے اس محفل میں شرکت فرمائی۔ جن میں: محبوب المشائخ صاحبزادہ سید محبوب اشرف جیلانی، زینت المشائخ حکیم سید اشرف جیلانی، بدر المشائخ صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی شامل ہیں۔ محفل کے اختتام پر مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور فاتحہ خوانی کے بعد لنگرِ غوثیہ اشرفیہ کا اہتمام ہوا۔

محفلِ ذکر:

۳۰ اکتوبر بروز جمعرات، بعد نمازِ عشاء جناب سرفراز اشرفی کے گھر مومن آباد میں ماہانہ محفلِ ذکر منعقد کی گئی۔ جس میں ابوالحامد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا۔ محفل کے اختتام پر ذکر کا طریقہ مشائخ سلسلہ اشرفیہ کی تعلیمات کے مطابق ذکر اللہ کی تکرار کرائی گئی۔ آخر میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا گیا اور آپ نے تمام حاضرین کے لیے خصوصی دعا فرمائی

تعزیتی محفل:

۳۰/اکتوبر بروز جمعرات پاکستانی وقت کے مطابق رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے تعزیتی محفل آن لائن منعقد کی گئی۔ یہ محفل حلقۂ اشرفیہ جیلانیہ، روٹرڈیم کی جانب سے مرکزِ اشرفیہ جیلانیہ روٹرڈیم ہالینڈ میں منعقد کی گئی۔ یہ تعزیتی محفل خلیفۂ حضور اشرف المشائخ حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرشید قادری نورانی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لیے سجائی گئی

الحمد للہ! کثیر تعداد میں مریدین و معتقدین و وابستگانِ سلسلۂ اشرفیہ نے مرکزِ اشرفیہ جیلانیہ، روٹرڈیم میں شرکت کی۔ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے بذریعۂ انٹرنیٹ آن لائن ویڈیو خطاب فرمایا اور مولانا حافظ عبدالرشید قادری اشرفی کی زندگی اور ان کے ساتھ گزارے ہوئے دورانِ طالبِ علمی دارالعلوم نعیمیہ کے ان دنوں کا ذکر فرمایا اور بڑے احسن انداز میں ان کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ آخر میں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے نعت شریف پیش کی اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

سہ روزہ مرکزی سالانہ عرسِ اشرفیہ:

سہ روزہ مرکزی سالانہ عرسِ اشرفیہ بسلسلہ حضرت قطب ربانی ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ بروز ۱۶، ۱۷، ۱۸ جمادی الاولیٰ بمطابق ۸، ۹، ۱۰ نومبر کو نہایت ادب و احترام کے ساتھ درگاہِ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی میں منعقد کیا گیا۔ پہلے روز بعد نمازِ فجر صندل شریف کا اہتمام ہوا۔ بعد نمازِ عصر جلوسِ چادر اور گاگر شریف منعقد ہوا، جس میں خصوصی دعا حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ بعد ازاں چادر شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موئے مبارک و دیگر تبرکاتِ خاندانی کی زیارت کرائی گئی۔ بعد نمازِ عشاء محفلِ تقریباً ۹:۳۰ بجے نعت خوانی منعقد کی گئی۔ جس میں خانوادۂ اشرفیہ کے صاحبزادگان نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں اپنے خصوصی انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا، جس میں صاحبزادہ حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی وغیرہم شامل ہیں۔ اس عرس کے موقع پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کی طرف سے تین علمائے کرام کو خلافتِ اشرفیہ سے بھی نوازا گیا، جن میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن علی قادری اشرفی (مہتمم مرکزی دار العلوم جامعہ حنفیہ قصور) حضرت مولانا شاہ زیب قادری اشرفی (صدر مدرس جامعہ شیخ الحدیث منظر الاسلام، خطیب مرکزی جامع مسجد موٹروے سٹی، فیصل آباد) حضرت مولانا ندیم احمد ندیم نورانی صاحب شامل ہیں۔ عرس کے موقع پر "جامعہ طاہر اشرف" کے اساتذہ اور جن طلباء نے حفظ قرآن مکمل کیا ان کی حوصلہ افزائی اور دستار بندی کی گئی اور ساتھ ہی عرس کے موقع پر صاحبِ عرس حضرت قطب ربانی ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کی سیرت پر خصوصی کتاب "حیاتِ قطب ربانی قدس سرہ" کی تقریبِ رونمائی ہوئی اور بعد ازاں خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے حضرت قطب ربانی قدس سرہ کی سیرت پر مفصل گفتگو فرمائی۔ آخر میں صاحبزادہ حافظ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ و سلام پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی اور بعد ازاں لنگر اشرفیہ کا بھی اہتمام ہوا۔

دوسرے دن:

بعد نمازِ عشاء تقریباً ۹:۳۰ بجے محفلِ سماع کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں شفیع الزمان تاجی محمد علی اشرفی قوال اور ان کے ہمنوا اور نجم

الدین سیف الدین قوال اوران کے ہمنوااورایاز نظامی قوال اوران کے ہمنوانے عارفانہ کلام پیش کیے۔اس عرس کے موقع پر حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے پوتے اورمحبوب المشائخ ابو ذیشان سید محبوب اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے اپنے فرزند ثانی صاحبزادہ حافظ سید وجاہت اشرف جیلانی زیدمجدہ کوخلافتِ سلسلۂ اشرفیہ سے نوازا۔صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی نے صاحبزادہ سید وجاہت اشرف جیلانی کا تعارف پیش کیا بعد ازاں تاجِ اشرفیہ وخرقۂ خلافت عطا کیا گیا۔اس موقع پر حضور صاحبِ سجادہ فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ان کواپنی دعاؤں سے نوازابعدازاں لنگرِاشرفیہ کااہتمام ہوا۔

آخری روز:

بعد نمازِ عصر آخری قل کی محفل کا اہتمام ہوا۔بعدِ نمازِ عصر تا مغرب محفلِ سماع کا اہتمام ہواجس میں تاج محمد، شادمحمد قوال نے اپنے ہمنوا کے ساتھ صوفیانہ اور عارفانہ کلام پیش کیا۔نمازِ مغرب کی امامت حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ بعدنمازِ مغرب حلقۂ ذکر منعقد ہوااور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعافرمائی۔آخر میں خصوصی لنگر بیسنی روٹی تقسیم کی گئی۔حضرت زینت المشائخ ابوالحسنین سید حکیم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے حلقۂ اشرفیہ کے ورکرز کواپنے دستِ مبارک سے لنگر عطافرمایا۔

وفیات:

عالمی شہرت یافتہ ثناء خواں جناب محمد خاور نقشبندی کے والد قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ہم ان کے وصال پر الاشرف کی جانب سے ان کے اہلِ خانہ سے دلی تعزیت کرتے ہیں اوران کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے اورلواحقین کوصبرِجمیل عطافرمائے۔

’’جامعہ طاہر اشرف‘‘ کے استاد جناب ساجد الاسلام صاحب کی والدہ کے انتقال پر ہم الاشرف کی جانب سے تعزیت کرتے ہیں اوران کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے اورلواحقین کو صبرِجمیل عطافرمائے۔آمین

حضرت زینت المشائخ مدظلہ العالی کا دورہ پنجاب:

زینت المشائخ ابوالحسنین حکیم سیداشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی تین دن کے دورۂ پنجاب کے لیے روانہ ہوئے۔ پہلے آپ لاہور، پاک پتن، ساہیوال اور پھر بصیر پور تشریف لے گئے۔ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مزاراتِ اولیاء پر حاضری دی۔ پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کے بعد بصیر پور تشریف لے گئے۔ جہاں استاذ العلماء حضرت مولانا محب اللہ نوری اشرفی زیدہ مجدہ سے ملاقات کی اور دارلعلوم کا دورہ بھی فرمایا۔بعدازاں آپ کراچی تشریف لے آئے۔